قولہ تعالیٰ جل جلالہ

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی طَبْعِ کِتَابِ الْھِدَایَۃِ وَالدِّرَایَۃِ لِلْمُسْلِمِیْنَ
الْمُتَّقِیْنَ بِتَرْتِیْبِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَتَذْکِیْرِ کَلِمَۃِ
التَّوْحِیْدِ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَدُمُوْعِ الْعَیْنَیْنِ بِاِظْھَارِ الْمَرْثِیَۃِ عَلَی الْحُسَیْنِ
وَانْکِشَافِ لِعَقَائِدِ الشِّیْعَۃِ الشَّنِیْعَۃِ الْمُبْتَدِعِیْنَ بِفَتْوٰیِٔ تَحْرِیْمِ الْجَزْعِ
وَالْفَزْعِ بِدَلَائِلِ الْاَحَادِیْثِ الْمُسَمّٰی بِہٖ

نُورِ ہِدَایَت

۱۳۵۷ھ

یہ جلوہ حق سبحان اللہ یہ نور ہدایت کیا کہنا جبریل بھی ہیں شیدا ان کے یہ شانِ نبوت کیا کہنا
وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی وہ محفلِ دین پرنور ہوئی یہ مہر ھدیٰ سبحان اللہ یہ صبح سعادت کیا کہنا
تسبیح سے دنیا گونج اٹھی تکبیر کا غل تا عرش گیا بلبل کے ترانے صلِّ علیٰ پھولوں کی لطافت کیا کہنا

مُصَنِّفَہٗ

زُبْدَۃُ الْوَاعِظِیْن حَاجِی الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ حضرت قبلہ
سیّد پیر ظہور شاہ صاحب قادری واعظ الاسلام
سجادہ نشین جلالپور جٹان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا شَاکِرًا وَّمُسْلِمًا۔

چونکہ فی زمانہ فرقہ شنیعہ شیعہ نے اپنا شیوہ وردیہ خلاف اتباع شرع شریف بنا رکھا ہے۔ بنا برین فقیر نے اس محقّر تحریر کو قلمبند کرکے کافۂ انام کے پیشکش کیا ہے اور امید واثق ہے کہ جو جو ثبوت اُن کی کتابوں میں سے حوالۃً درج ہوئے ہیں ان سے بلاکم وکاست ہر صاحب کو اطمینان کُلّی حاصل ہوگا۔ بالخصوص ان کے رسوماتِ قبیحہ کا قلع قمع ہر مُسلم کا فرض اوّلین ہے جو کہ ہر ایک امر دعویٰ بلا دلیل کے طور پر اُن سے صادر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ تعزیہ بازی اور گھوڑا نکالنا اور بیجا پانی گرانا اور تحقیری مرثیہ خوانی جو کہ اہل بیت کے شان کے خلاف ہوتی ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی کو حُسنہ حُسنہ کے نام سے پکار پکار کر کے بے ادبی و بیجیائی سے سینہ کوبی کرنی وغیرہ وغیرہ کیسے بیہودہ اور لغو کام ہیں۔ لہذا ہمنے مُسلم بھائیوں کی آگاہی کیواسطے چند مرثیہ نمونۃً اور ان کے عقاید کی حقیقت کا انکشاف ضرورۃً بطور مشتے ازخروارے ان کی مروّجہ اپنی مستند کتابوں سے اخذ کرکے پیش کئے گئے ہیں۔ امید کہ جملہ مومنین اس سے استفادہ حاصل کرکے فقیر کو دعائے خیر سے یاد فرماویں گے۔

وَمِنَ اللّٰہِ الْھِدَایَۃُ وَالصَّوَاب وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰب

المؤلف
سید پیر حافظ حنفی ... فقیر شمس الاسلام ...

غرض

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا شَاکِرًا وَّ مُسْلِمًا

ناظرین کرام چونکہ فقیر نے ہر ایک مذاہب باطلہ خلاف مذہب حقہ حنفیہ
کی تردید تحریری و تقریری طور پر حتے الوسع کی ہے۔ اور اُنکے مکر و فریب سے اہلسنت کو بچانے
کی سعی بلیغ کرتا رہتا ہے جسکا نتیجہ خدا کے فضل و کرم سے یہ ہوا ہے کہ بطفیل سرور کائنات
مفخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے لوگ تائب ہو کر مذہب حنفیہ
میں داخل ہو رہے ہین اور ہو چکے ہین۔ اس لئے مخالف فرقہ وہابیہ دیوبندیہ میں سے
مولوی عبد الجبار صاحب و نور محمد میراثی (ابوہری) خصوصاً سیف علی شیعہ جلالپوری
نے مخالفانہ فقیر پر ناجائز حملے کر کے اہل سنت جماعت کو مغالطہ دینے کی بیہودہ کوشش
کی۔ جسکا جواب خلافِ تہذیب سمجھتا ہوا ترک کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے مضامین جو گندے
ہون۔ اُنہین اپنا قلم ڈبونا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ حاصل نہین ہے۔ بعض مُریدوں
نے عقیدتمندی کی وجہ سے فضول پروپیگنڈوں کا جواب بھی دیدیا ہے۔ لہذا حلقہ مریدین
کے واسطے ضرورت محسوس ہو تو سیف المرید۔ سیف الخادمین۔ صمصام
حنفیہ منگا کر مطالعہ کرین۔ جنکے دیکھ لینے کے بعد حاسدین کی پوری طرح قلعی
کھل جاتی ہے وما علینا الا البلاغ ؀

وَمِنَ اللہِ الہِدَایَتُ وَالصَّوَابُ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ

المفتقر المفلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْھِمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وَعَلٰٓی اَھْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

دَرُوْدِ شَرِیْف

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ؕ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ؕ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ؕ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

وردِ زبان یہ رکھ دلا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ — عقدہ کشا ہے یہ دعا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
تحفہ بروحِ مصطفٰےؐ کون نہیں ہے بھیجتا — جبکہ خدا نے خود کہا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
اسکے پڑہے سے ہو شفا رنج والم سے ہو رہا — جملہ مرض کی ہے دوا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وحش و طیور و انس و جان بلکہ زمین و آسمان — رکھتے ہیں ورد یہ سدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
پہنچے جنابِ مصطفٰے جبکہ باوج ما طغٰے — عرش سے آئی یہ ندا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
جنّ و لبشر کا ورد ہے۔ اہلِ نظر کا ورد ہے — شمس و قمر کی ہے صدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
عاجزِ ظہور برملا کہتا ہے مجھکو خوف کیا — ورد وظیفہ ہے مرا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ذکرِ کلمہ شریف بطرزِ جدید

کلمہ اِنج پڑھیندا اِسے یار

اوّل حمد خداوند والی
بھیج درود محمد تائیں
آل اولاد اتے ازواجاں
مدد منگاں شاہ بغدادی
ذکر اساڈا دِن تے راتیں
لا الٰہ دا ذکر کمائیں
دم دم ذکر اللہ دا کرلے
گوڈے مونہنڈے مار پھتلا
آؤ بھائیو رل کلمہ پڑھیئے
اک میں تینوں سچ سکھائیں
اوکھا کم ہے کلمہ پڑھنا
کائی سمجھی ہوئے سیانی
حسن حسین نے کلمہ پڑھیا
ویکھو شاہ حسین سہارا
اکہسو دیہہ زخم تن لگے
رلمل مومن سارے بھائی
توں کیوں غفلت اندر سویا
اجکل مومن بنن ہزاراں
ظاہرا صورت مومناں والی
جو کجھ حکم نبی فرماویں
جو کوئی منہ تھیں ادب کریندا

جیندے در تے سب سوالی
رات دیہاں نت سنج صباحیں
لکھ رحمت یاراں اصحاباں
در تیرے تے نت فریادی
دریا وحدت گدائے ڈھائیں
الا اللہ دی ضرب چلائیں
نالے اپنے خاوند توں ڈریئے
ضرب نوں لائیں نال تسلّا
دوزخ دیوچ ہول انہڑے
ہمت سہرہ راں تک لائیں
ہر ویلے خاوند توں ڈرنا
کلمہ پڑھنا اوہا جانی
دُکھ مصیبت سب کجھ جریا
نور نبیدا روشن تارا
دشمن موذی پچھے اگے
اکھو ہوئے فضل خدائی
سُست نمازاں اندر ہویا
کرن ناجائز ساریاں کاراں
باطن تیری چال نرالی
بیڑے اسدے مول نجاویں
دلوں نوں نہیں منیدا
بھائیو بھینوں مسلمانوں
کلمہ طیب بول زبانوں

سائل اُسدا کوئی نہ خالی
ہادی ساڈا اسشر رسائیں
ہو تعظیماں انتے آدایاں
پیرا دیہہ توں مرادا ساڈی
پیر اساڈا وچ بغدادیں
باجھ قبول محمد نا ہیں
جو کجھ آکھے سر پر دھریئے
اندر وں ویکھیں نور تجلے
کلمہ پاک نبیدا پڑھیئے
اللہ دی سٹ چلائیں
ہرگز اُچا ساہ نہ بھرنا
ہوے خاوند وے من بھائی
پھر بھی اُچا ساہ نہ بھریا
نور العین علی دا پیارا
پکوچ نقارا سر پر وجے
حضرت فاطمہ بی بی مائی
فرض خدا تھیں غافل ہویا
من جو کجھ آکھن ناراں
آخر ہوسیں نوں بدحالی
منہ تھیں مومن بیا کہاویں
چال منافق ایہہ رکھیندا
واحد اللہ پاک بچھانوں
کہے ظہور پکار۔ کلمہ الخ

نام ستار غفار۔ کلمہ الخ
شافع روز شمار۔ کلمہ الخ
سب توں جان نثار۔ کلمہ
جھب لئیں آسار کلمہ الخ
غوث الاعظم یار۔ کلمہ الخ
جانے کل سنسار۔ کلمہ الخ
کریئے ناانکار۔ کلمہ الخ
سُن سٹاں گھمکار۔ کلمہ الخ
جس لنگھانائیں پار۔ کلمہ الخ
وچ سلطان اذکار۔ کلمہ الخ
ڈاہاہی ہی سرکار۔ کلمہ الخ
گھرنج ہوس بیار۔ کلمہ الخ
واہ میری سرکار۔ کلمہ الخ
خاتون دا نور انظار۔ کلمہ الخ
تاں بھی شکر گذار۔ کلمہ الخ
جو آل نبی مختار۔ کلمہ الخ
کر کجھ خوف قہار۔ کلمہ الخ
ہوسن بہت خوار کلمہ الخ
لاوے دربار۔ کلمہ الخ
دلوچ ہے انکار۔ کلمہ الخ
ہوسی داخل نار۔ کلمہ الخ

مرثیہ

سلامی کربلا کو جب چلے حضرت مدینے سے
بہت روئے لگا کر فاطمہ صغرا کو سینے سے

نہ گھبرانا نہ غم کھانا بہت بیمار ہے صغرا
بہت تکلیف ہوگی خونِ دل ذرات پینے سے

پکارے الوداع اے فاطمہ صغرا خدا حافظ
ہمیں پھر تم نہ دیکھو گی یہ ہم سمجھے قرینے سے

نہ کرنا یاد کبھی ہم کو سمجھنا مر گئے بابا
مٹا دینا ہمارا نام ہی دل کے نگینے سے

تمہارے کپڑے میلے ہیں بدل ڈالو انہیں صغرا
کہا بابا معطر ہیں یہ اصغر کے پسینے سے

کہا حضرت نے اصغر کھائیگا بس تیر گردن پر
محبت مت کرو مایوس ہو بھائی کے جینے سے

چچا کے ہاتھ کٹ جائینگے قاسم کا کٹے گا سر
گذر جائیگا نیزہ ظلم کا اکبر کے سینے سے

خوشی رہنا رجب کے ماہ سے تا ماہِ حج بی بی
مگر کرنا عزاداری محرم کے مہینے سے

فصیحے اک شور تھا برپا وہاں فریاد و زاری کا
حُسین ابن علیؑ کا کوچ ہوتا ہے مدینے سے

مرثیہ

روز عاشورہ کا بارو کیا کہوں میں ماجرا
حضرت شبیر کا سر کربلا میں کٹ گیا

تھی محرم کی یہی تاریخ دسویں مومنو
سر حسینؓ بے کس مظلوم کا جس دن کٹا

کیوں نہ روویں ساکنِ ارض و سما اس رنج میں
مدّتوں ہر اک ملک جنّ و بشر روتا رہا

آسماں پر ہو گیا خورشید تاباں ہی سیاہ
ظلم سے اس روز دنیا میں اندھیرا تھا بپا

مرثیہ خوانی کی آتی تھی صدا یہ غیب سے
آج پیارا فاطمہ کا بے گناہ مارا گیا

جسکو کاندھے پر چڑھایا تھا رسول اللہ نے
وائے بیدردی سے اُسکے حلق پر خنجر پڑا

جس کے جھولے کو لڑکپن میں جھلاتے تھے ملک
ہائے جلتی ریت میں اس گل کا ہے لاشہ پڑا

حق نے بھیجی چادرِ تطہیر جن کے واسطے
اُنکا عاشورہ کے دن ہی ہے نہ کچھ پردہ رہا

اُن ستمگاروں نے کیا کیا ظلم کا کیجے بیان
اہل بیتِ مجتبےٰ پر جو کئے جور و جفا

اے غنی گذرے ہیں جتنے آجتک کل حق پرست
ماتمِ شبیر میں کرتے رہے آہ و بکار

مرثیہ

بانوں ہجر میں کہتی یہ آئی	میری گودی میں آمیرے اصغر
تیری صورت کے صدقے یہ دائی	میری گودی میں آمیرے اصغر
جھولا خالی ہے کس کو جھلاؤں	لوریاں دیکے ہیں کسکو سلاؤں
تم نے جنگل کی بستی بسائی	میری گودی میں آمیرے اصغر
میں تو گھر سے نکلنے نہ دیتی	زیر دامن چھپا تم کو لیتی
تیرے رونے نے سدہ بدہ بھلائی	میری گودی میں آمیرے اصغر
مجھہ سے روٹھے ہو تم کو مناؤں	خاک و خون میں بھرے ہو اٹھاؤں
روتی پھرتی ہے کیسی یہ دائی	میری گودی میں آمیرے اصغر
یہ جھنڈولے تیرے بال پیارے	خاک و خوں میں آلودہ ہیں سارے
کوئی منت بڑہانے نہ پائی	میری گودی میں آمیرے اصغر
بستی والوں نے ہل کر دغا کی	یہاں کے حاکم نے ہمپر جفا کی
دونگی جاکر نجف میں دوہائی	میری گودی میں آمیرے اصغر

مرثیہ

روکے اکبر کو بانو پکارے	بیٹا مرنے نہ جاماں ہو واری
پھیر لا رن سے اپنی سواری	بیٹا مرنے نہ جاماں ہو واری
بیاہ تیرہ رچاؤں گی بیٹا	اور دلہن میں لاؤں گی بیٹا
دل پہ کیوں مارتا ہے کٹاری	بیٹا مرنے نہ جاماں واری
بیٹھو گھر میں کرو آکے آرام	ہے بپا سخت خیمہ میں کہرام

دیکھ لو اک نظر آہ زاری — بیٹا مرنے نہ جا ماں واری
ماں کو چین اسکی کس طرح آئے — جس کا بیٹا جواں مرنے جائے
کیفیت اُسپہ کھُل جائے ساری — بیٹا مرنے نہ جا ماں ہو واری
اے پھوپھی تم میرے پاس آؤ — والدہ سے کہو غم نہ کھاؤ
رَن میں تنہا ہے شیدائے باری — بیٹا مرنے نہ جا ماں ہو واری
محنتوں سے تمہیں ہم نے پالا — تم ہو آنکھوں کا میرے اُجالا
التجا مان لو یہ ہماری — بیٹا مرنے نہ جا ماں ہو واری
تم ہو نامِ خدا وہ بہادر — بحر خوبی کے ہو بے بہا دُر
امتحاں کر لیا لاکھ باری — بیٹا مرنے نہ جا ماں ہو واری
لال مرنے نہ جا تو خدارا — میرے دم کا ہے تجھ سے سہارا

مار دل پر نہ تو زخم کاری
بیٹا مرنے نہ جا ماں ہو واری

مرثیہ

رَن میں کہتے تھے شاہ باری باری — الوداع الوداع ہے ہماری
لاؤ جلدی ہماری سواری — الوداع الوداع ہے ہماری
دِل میں شوقِ شہادت بھرا ہے — آبِ خنجر کا خواہاں گلا ہے
اب تو اپنا یہی مدعا ہے — الوداع الوداع ہے ہماری
عابدِ ناتواں کو اُٹھایا — اور امامت کا خلعت پہنایا
دی دُعا تجھپہ ہو حق کا سایہ — الوداع الوداع ہے ہماری
ہم تو مرنے کو جاتے ہیں جانی — موئی مٹی کی تم ہو نشانی
میری کشتی کی کر نگہبانی — الوداع الوداع ہے ہماری
بیٹا گر تم مدینے کو جانا — تو یہ روضہ پہ رو رو سُنانا

مارا تیرے نواسے کو نانا
بولے ہمشیر کو تو بلاؤ
اُن کی سُن لو اور اپنی سناؤ
آئی بی بی تو شاہ بولے بھیناں
بدُعا تم کسی کو نہ دینا
بولی بی بی ابھی تم نہ جاؤ
بھائی صاحب یہ تم مت سناؤ
پھر میں کس سے کہوں گی کہ بھیّا
بولے حق سے ہے خبر کا لویّا
یہ جو بالی سکینہ ہے پیاری
اسکو جینا ہے بن میرے بھاری
اس کو سینے سے اپنے لگانا
میرا مرنا نہ اُسس کو سُنانا
جب کہ چمکا صبح کا ستارہ
میرے لشکر میں کردو نقارہ

الوداع الوداع ہے ہماری
کہہ وہاں جائے کو دیکھ جاؤ
الوداع الوداع ہے ہماری
جو مصیبت بنے سر پہ سہنا
الوداع الوداع ہے ہماری
ہم غریبوں کو چھوڑ کے نہ جاؤ
الوداع الوداع ہے ہماری
کون ہے میرا نیّا کھویّا
الوداع الوداع ہے ہماری
میرے غم میں کرے گی یہ زاری
الوداع الوداع ہے ہماری
مجھکو پوچھے تو کرنا بہانا
الوداع الوداع ہے ہماری
پیک آکر اجل کا پکارا
الوداع الوداع ہے ہماری

انکشاف حقیقت مذہب شیعہ

یہ وہ مسائل ہیں جو شیعہ شنیعہ کی معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ جن کتابوں کا نام لکھا گیا اگر وہ خاص انہی کی ہیں۔ اگرچہ اور بھی بہت سے خرافات انمیں موجود ہیں۔ مگر بخوف طوالت تھوڑے مسائل پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اگر ان مسائل مسطورہ مندرجہ ذیل میں سے ایک مسئلہ بھی غلط نکلے اور انکی کتابوں سے نہ ملے تو ہم دس روپیہ فی مسئلہ دینے کو تیار ہیں۔ بصورت دیگر علاوہ شرمندگی کے تائب ہونا پڑیگا + ہمنے صرف مشتے نمونہ از خروار چند مسائل کا استنباط کرکے کافۂ انام کے پیش کردیاہے اگر زیادہ شرح وبسط کے طور پر معلوم کرنا ہو تو تحریری طور پر فقیر سے خط وکتابت کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بالتحقیق مکمل جواب دیا جاویگا + وما توفیقی الا باللہ۔ واللہ الموفق والمعین ط

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۱	خداوند کریم نے امام مہدی کا وقت مقرر کیا ہوا تھا ۷۰ھ کو جب امام حسین علیہ السلام قتل کیا گیا۔ تو خدا تعالے نے سخت غضب کے سبب سے ۱۴۰ھ مقرر کیا بعدہٗ وہ وقت بھی تبدیل کیا گیا۔	اصول کافی	۲۳۲	۲۶	نولکشور	خداوند کریم کو وعدہ خلاف بنایا۔ اور بداٗ کا اقرار کیا۔ یعنی خدا بھول جاتا ہے۔ اور اس کو انجام کا معلوم نہیں۔ معاذاللہ
۲	اگر ابی الحسن رضا نہ روکتے۔ تو متقدمین شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ ہمارا خدا اوپر سے پولا ہے۔ اور خدا کا نیچے کا حصہ ٹھوس ہے اور خدا ہمارا معتدل جسم والا جوان ہے جسکی عمر تئیس ۲۳ سال ہے۔	اصول کافی	۵۶	۲۵	نولکشور	جس خدا کا اپنا نصف حصہ پولا ہے وہ اپنی شیعہ مخلوق کے دلوں کو کیونکر ایمان سے بھر سکتا ہے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ عجب خدا ہے کہ جسکی مخلوق میں ایک نبی نوح علیہ السلام بھی تھے جنکی عمر ۹۵۰ سال تھی۔ مگر خالق صاحب کی عمر تئیس ۲۳ سال سے تجاوز نہ کر سکی۔ گویا خالق چھوٹا مخلوق بڑی۔
۳	نبی کریم کی پشت مبارک اور خدیجۃ الکبرے کے بطن مبارک سے چار دختریں پیدا ہوئیں۔ زینب ۱ ۔ رقیہ ۲ ام کلثوم ۳ ۔ فاطمہ ۴	اصول کافی	۲۸۵	۲	نولکشور	بڑی دختر بی بی زینب جنکا نکاح انکے خالہ کے بیٹے ابوالعاص سے ہوا ۸ھ کو وفات پائی زینب سے چھوٹی بی بی رقیہ جسکا نکاح امیر عثمانؓ سے ہوا ۲ھ کو وفات پائی۔ رقیہ سے چھوٹی بی بی ام کلثوم جسکا نکاح بعد از وفات رقیہ امیر عثمانؓ سے ہوا ۹ھ کو وفات پائی۔ ام کلثوم سے چھوٹی بی بی فاطمہ جنکا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا ۱۱ھ کو وفات پائی شیعہ کا بکواس کہ حضور کی صرف ایک ہی بیٹی

نتیجہ مرتبہ	نام مطبع	تعداد سطر	نمبر صفحہ	نام کتاب	مضمون کتاب	نمبر شمار
قربان جاؤں! قربان کیا محبت بھرا عقیدہ ہے۔ بے شک قاتلانِ حسین ان جیسے ہی غدار لوگ تھے۔	نولکشور	۹	۱۱۲	فروع کافی جلد اول	شیعہ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کو بلا جنازہ دفن کر دیا۔	۴
اس سے معلوم ہوا کہ زنا سنت نبوی ہے۔ (معاذ اللہ) یہ فرقہ بہت ہی بے حیا ہے۔ خداوند کریم ان کی صحبت اور عقائد سے ہر ایک مسلمان کو بچائے آمین	جعفری	۳	۷۷	استبصار	اہل شیعہ کا عقیدہ ہے کہ متعہ کا اجرا پہلے خود رسول اللہ سے ہوا۔	۵
استغفر اللہ ایسے مضمون ترکِ ادب نسبتِ شیرِ خدا اور سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لکھنے شیعوں کا ہی کام ہے۔ از خدا جوا ہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب	ہندوستان پرنٹنگ پریس لاہور	۱۳	۲۵۲	حق الیقین	حضرت فاطمۃ الزہرا نے حضرت علی کو کہا۔ کہ تو مانند اس شیر خوار بچے کے ہے جو اپنے پیٹ رحم کے پردہ میں بیٹھا ہے اور مثل ذلیل نامراد کے گھر میں مفرور ہے۔	۶
توبہ! توبہ!! کیا کوئی ایک شیعہ بھی جملہ شیعان پاک میں سے ایسے الفاظ اپنی لڑکی نسبت سننے کو تیار ہے؟ مسلمہ طاہرہ بی بی پر ایسی اتہام طرازی تمکو ہی مبارک ہو۔	نولکشور	۳۲	۲۹۱	اصول کافی	دختر نبی حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت عمرؓ کے گریبان کو چمٹ گئیں۔ اور خوب پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔	۷

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا	اصول کافی	۱۹۱	۲	نولکشور	بقول شیعہ اگر فرضاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ مومن نہ تھے۔ تو کیوں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ کبھی کوئی مسلمان بھی اپنے بیٹے کا نام کسی کافر کے نام پر رکھتا ہے؟ دکھاؤ کہیں فرعون
۹	حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثوم (فاطمۃ الزہرا کی حقیقی بیٹی اور امام حسن اور حسین کی حقیقی ہمشیرہ) کا نکاح بتولیت خود حضرت عمر قریشی (خلیفہ رسول اللہ) سے کر دیا۔	فروع کافی جلد دوم	۱۴۱	=	نولکشور	کبھی کسی مسلمان نے اگرچہ ادنےٰ و کمزور کیوں نہ ہو۔ اپنی دختر کسی ہندو یا کافر کو نہیں دی۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے نزدیک بھی خالص صاحب ایمان تھے۔ ورنہ بقول شیعہ شنیعہ علیؓ مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ عمرؓ کو کبھی لڑکی نہ دیتے۔ حضرت علیؓ کی آٹھویں پشت میں جو دادا کعب ہے وہ حضرت عمرؓ کا نانواں دادا ہے اس حساب سے حضرت عمرؓ علیؓ کے خالص رشتہ دار بھی تھے
۱۰	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا	اصول کافی	۳۰۵	۲۳	نولکشور	کیا کسی مسلمان نے اپنے بیٹے کا نام کبھی شداد یا نمرود بھی رکھا ہے؟ ثابت یہ ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ کامل ایمان والے تھے اسی لئے تو حضرت علیؓ اور امام زین العابدین نے نیک فالی سمجھکر یہ نام رکھے۔
۱۱	کل اصحاب یعنی دونوں قسم مہاجرین اور انصار اور ملائکہ نے بھی جنازہ رسول اللہ کا پڑھا۔	اصول کافی	۲۸۶	۴	نولکشور	تو اب جاہل شیعہ کس منہ سے بکواس کرتے ہیں۔ اپنی کتابوں کو بھی نہیں دیکھتے اور عمداً ابطال حق کرتے ہوئے اصحاب ثلاثہ

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
؍؍	بہت فوجیں باری باری آئیں اور جنازہ پڑھتیں۔	؍؍	؍؍	؍؍	؍؍	کا جنازہ رسول میں شریک ہونا بیان کرتے ہیں کیا یہ حضرات اصحاب مہاجرین میں سے نہیں ہیں
۱۲	شیعہ کے نزدیک اسلام نے عورتوں کو زمین کا وارث قرار نہیں دیا۔	استبصار جزو ثانی	۲۶۲	۲۱	بمبئی	تو اب بتاؤ شیعہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ بی بی فاطمہؓ نے ترک طلب کیا تھا۔ کیا مائی صاحبہ شریعت شیعہ سے ناواقف تھیں؟ اس مسئلہ کی رو سے ثابت ہوگیا۔ کہ باغ فدک کا جھگڑا شیعوں نے بربنائے حسد و بغض اصحاب ثلاثہ بنا رکھا ہے
۱۳	تمام اصحاب بدوں تین چار آدمیوں کے سب مرتد ہوگئے تھے۔ (نعوذ باللہ من ھفواۃ العظیم)	فروع کافی جلد سوم	۱۱۵	۱۴	نولکشور	مقداد بن اسود۔ ابو ذر غفاری۔ سلمان فارسی یہی تینوں حضرات مسلمان تھے۔ باقی کوئی مسلمان نہ تھا۔ بقول شیعہ علی المرتضیٰ بھی مسلمان نہ تھے۔ معاذ اللہ
۱۴	حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اوّل سے مسلمان نہ تھے۔ حالت کفر کو چھوڑ کر ایک دن مسلمان ہوئے	اصول کافی	۱۵۳		نولکشور	اب شیعہ یہ تو کہہ سکیں گے کہ اصحاب ثلاثہ اوّل کافر تھے۔ بعد میں مسلمان ہوئے۔ اور علیؓ اوّل سے مسلمان تھے۔
۱۵	شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بوقت ضرورت گالیاں دے لیں تو جائز ہے۔	اصول کافی	۴۸۴	—	نولکشور	کیا اسوقت منافق خارجی شیعہ کے منہ کو آگ نہ لگیگی۔ یہ ہیں محبان علی ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور
	بشیر نے امام جعفر صادق سے مسئلہ پوچھا۔ خلیفہ غاصب					اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ اصحاب ثلاثہ خلفائے

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۱۶	کی اطاعت حلال ہے یا حرام؟ آپ نے فرمایا۔ کہ اس طرح حرام ہے۔ جیسے خنزیر یا مُردار میت کا کھانا۔	فروع کافی جلد اوّل	۶۱۳	۲۶	نولکشور	بر حق تھے۔ جبھی تو حضرت علیؓ اُنکی اطاعت کرتے رہے۔ وگرنہ بقول شیعہ حضرت علی خنزیر اور مُردار کھاتے رہے نعوذ باللہ
۱۷	مصحف فاطمہ اس موجودہ قرآن سے دوچند زیادہ ہے اور قسم خدا تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی اسمیں نہیں ہے	اصول کافی	۱۴۶	۱۹	نول کشور	جب اِس قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے تو معلوم ہوا۔ کہ شیعوں کا قرآن حروف پ۔ ٹ۔ ڈ۔ ڑ۔ گ۔ ژ۔ چ سے مرکب ہوگا۔
۱۸	حضرت علی نے کل شہروں میں ایک پروانہ گشتی تمام معززین کے نام اپنے اور امیر معاویہ کے متعلق ارسال فرمایا جسکا ترجمہ درج ذیل ہے "ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتدا جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور اُنکا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے دعوت اسلام ایک ہے۔ جیسے کہ وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں ویسے ہی ہم بھی۔ ہم خدا پر ایمان لانے اور اُس کے رسول کی تصدیق کرنے میں اُن پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں۔ نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلبگار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں مگر وہ ابتدا ہوئی کہ خون عثمان میں فرق ہو گیا۔ حالانکہ ہم اُس سے بری تھے"	نیرنگِ فصاحت ترجمہ اردو نہج البلاغت	۳۰۷	۱	اثنا عشری دہلی	نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمیں (امیر المؤمنین) اور اہل شام (یہاں مراد امیر معاویہ سے ہی) کا ایمان ایک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو امیر معاویہ کو ایمان والا نہیں کہتے۔ وہ علیؓ کو ایمان والا نہیں سمجھتے۔ کیونکہ جو ایمان معاویہ کا ہے وہی ایمان علی کا ہے۔ جنگ صفین کا واقعہ فریقین کی اجتہادی جنگ کا نتیجہ تھا۔ اب ہم فیصلہ قارئین کرام اور ناظرین عظام کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔ کہ آیا اُنہیں علی المرتضیٰ کے قول مبارک کو درست تسلیم کرنا چاہیئے یا ان ناخلف شیعانِ پاک کی ہرزہ سرائی کو؟ اے شیعانِ پاک! اپنی آنکھوں سے ضد اور ہٹ دھرمی کی پٹی اتار کر ایسے لغو اور واہیات عقائد سے توبہ کرو ورنہ یاد رہے جہاں جہاں ضرورت آئی ہم نیک سرخرو کو سمجھا جائیگا فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۱۹	موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور قابل حجت نہیں۔ بطور نمونہ اصول کافی کے چند صفحات کے حوالجات لکھے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں	اصول کافی	۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۶	۱۱ ۶ ۲۰ ۲۶ ۱،۲،۳،۶ ۱۰	نولکشور	امت شیعہ کے ساتھ ہماری دلی ہمدردی ہے۔ کیونکہ انکی حالت واقعی قابل رحم ہے جنکے پاس آجتک اپنی الہامی آسمانی کتاب بھی نہ پہنچ سکی۔ کیا یہ بھی اُن پر ایک غضب الٰہی نہیں؟ کس قدر ہٹ دھرمی ہے۔ کہ ہمارے قرآن کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اور اپنے ہاں کا قرآن پیش بھی نہیں کر سکتے ۔ آپ آتے بھی نہیں ہمکو بلاتے بھی نہیں باعث ترکِ ملاقات بتاتے بھی نہیں
۲۰	اگر شیعہ اپنی عورت سے سوموار کی رات کو جماع کرے تو اُس سے فرزند حافظ قرآن ہوگا	تحفۃ العوام	۳۸۰	۱	نولکشور	یقیناً اصحاب ثلاثہ کی بد دعا کا اثر ہے کہ ہر سوموار کی رات کو شیعانِ بدعقیدہ کی قوت مردمی سلب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے آجتک بیچارے ایک حافظ قرآن بھی پیدا نہ کروا سکے۔
	علاوہ موجودہ قرآن کے شیعوں کا ایک اور قرآن ہے۔ جس پر ان کا پورا پورا ایمان ہے۔ اسکی مندرجہ ذیل تین علامتیں ہیں:۔ پہلی علامت :۔ موجودہ قرآن سے تین حصے زیادہ ہے					شیعوں کی بیان کردہ تین علامتوں میں سے موجودہ قرآن میں ایک بھی نہیں۔ لہذا موجودہ قرآن پر اُن کا ایمان نہیں ہے۔ اسی لئے وہ اِس پر عمل نہیں کر سکتے نیز بقول شیعہ اصل قرآن (بیان کردہ تین علامتوں والا) غار میں گم ہے۔ اسکے یہ معنی ہوئے کہ

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۱ ۲۱	(گویا ۹۰ پارے کا ہے) بی بی فاطمۃ الزہرا پر نازل ہوتا تھا اور علی اُسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ ۲ دوسری۔ علامت۔ لمبائی اُسکی ستر گز اور موٹائی اونٹ کی ران کے برابر ہے۔ ۳ تیسری۔ علامت۔ آیات اُسکی ستارہ ہزار ہیں۔	اصول کافی	۱۷۲ ۱۸۶ ۱۸۲	۲۵ ۲۰ ۲۰	نولکشور	شیعانِ علی دونوں قرآنوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرنے سے مجبور ہیں۔ سُننے میں آیا ہے کہ اب شیعانِ پاک غور کر رہے ہیں کہ آیا گورو گرنتھ صاحب پر عمل درآمد شروع کر دیں یا کوک شاستر پر؟ افسوس! صد افسوس!! ہزار افسوس!!! دھوبی کے کتے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذَالِکَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ ط
۲۲	اگر شیعہ نماز میں ہو۔ اور مذی و دی بہہ کر ایڑیوں تک چلی جائے۔ تو نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ ہی نماز فاسد ہو گی۔ بلکہ مذی تھوک کے برابر ہے۔	فروع کافی جلد اول	۲۱	۱۳	نولکشور	گویا شیعوں کے نزدیک مذی و دی مثل تھوک کے ہے جسطرح تھوک سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح مذی و دی کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹیگا۔ ہم پوچھتے ہیں کیا کوئی شیعہ یہ سننا گوارا کریگا کہ جو چیز اُسکے ذکر میں ہے وہی اُسکے منہ میں موجود ہے
۲۳	اگر پانی نہ ملے تو استنجا تھوک سے کر لینا چاہیئے۔ بشرطیکہ تھوک اپنی ہو۔	فروع کافی جلد اول	۱۱	۱۲	نولکشور	اس میں کیا شک ہے۔ کہ مرد شیعہ کے لئے یہ مسئلہ کم خرچ بالا نشین ہے۔ مگر شیعہ عورت کیلئے سخت مصیبت کا سامنا ہو گا۔ ایسا کرنے سے کیا زیادہ گچ پچ اور گڑ بڑ پلیدی کی نہ ہو گی؟ ؏

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
٢٤	جبتک دُبرِ شیعہ سے ریح گونج کر اور آواز دیکر نہ نکلے۔ یا بد بو دماغ کو محسوس نہ ہو۔ معمولی پُھوسی سے شیعہ کا وضو نہیں ٹوٹتا +	فروع کافی جلد اوّل	١٩	١٧	نولکشور	سبحان اللہ! کیوں نہو۔ شیعہ کا وضو تو ہا ہندوستانی ہے چھوٹی سی ریح سے تو وضو ٹوٹ نہیں سکیگا۔ اگر بہرے شیعہ کیلئے جرمنی توپ ہی آواز پہنچا سکیگی۔ یا پھر دُبر شیعہ ہی کو یہ قدرت حاصل ہے۔ مسلمانوں کو خدا اس شر سے محفوظ رکھے۔
٢٥	اگر نماز میں ذکر سے کھیلے تو نمازِ شیعہ نہیں ٹوٹتی +	استبصار جزو اوّل	٢٥	٢	جعفری	اچھی بات تو یہ ہے کہ ایسی تماشہ بازی اور گتکا بازی مسجد میں نہ ہو۔ پھر طرفہ غضب یہ کہ بحالتِ نماز۔ نماز تو انسان کو خشوع خضوع سے ادا کرنی چاہئیے نہ کہ ایسی نفس پرستیوں سے یاد کی جاوے۔ ایسی کھیلیں کھیلنے کیلئے کیا شیعانِ پاک کوئی اور ٹائم مقرر نہیں کر سکتے؟
٢٦	کتا کوئیں میں گر کر مر جاوے اگر پھٹا نہیں اور پانی میں بُو بھی نہیں ہوئی تو پانچ بو کے پانی نکالنا چاہئیے	فروع کافی جلد اوّل	٢	٦	نولکشور	شاید غسل کرکے گرا ہوگا۔ پانی نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا ان کتا پرد شیعوں کو تو دور سے ہی سلام عرض ہے۔
٢٧	خنزیر کے بالوں کی رسی سے جو پانی کنوئیں سے نکالا جائے۔ پاک ہے۔ اس سے وضو کرنا جائز ہے۔	فروع کافی جلد اوّل	٢	٢٥	نولکشور	اس مسئلہ نے شیعانِ پاک کی پلیدی کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا۔ ہائے افسوس ایسے ایسے مسائل شیعوں کے نزدیک جزوِ اسلام ہیں۔ سچ ہی کہا ہے۔ ع بدنام کنندہ نکو نامے چند۔

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۲۸	خنزیر کے چمڑے کا جو بوکا بنا ہوا ہو۔ اُس سے جو پانی نکالا جاوے۔ پاک ہے۔	من لایحضرہ الفقیہ	۵	۱۱	طہران	اتقا اور پرہیزگاری کی حد ہوگئی الٰہی! اثناعشریوں کے دلوں سے گندگی دُور کر۔ تاکہ وہ ایسے خبیث مسائل سے توبہ کریں اور توبہ بھی سچی۔
۲۹	نماز ایک جس شخص نے ترک کی تو خون اُس نے اپنا کیا بے چھری اگر دو نمازوں کا تارک ہوا تو گویا کہ خوں ایک نبی کا کیا ہوئی تین وقتوں کی جس سے قضا تو کعبے کو اُس شخص نے ڈھا دیا دیا چار وقتوں کو گر ہاتھ سے تو ایسا ہے جیسا کہ اُس شخص نے زنا اپنی مادر سے ہفتاد بار کیا عین کعبے میں اے ہوشیار	تحفۃ العلوم	۲۱	۱۲	نولکشور	(۱) حساب لگاؤ۔ کتنے شیعہ روزانہ اپنا بے چھری خون کرتے ہیں؟ (۲) تم ہی ایمان سے کہو۔ کتنے نبی تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے ہونگے؟ (۳) ع ٹوٹا اگرچہ کعبہ تو کچھ غم نہیں اکبر۔ (۴) عام مشاہدہ کی رُو سے تقریباً ۹۹ فیصدی شیعہ حضرات اپنی ماؤں کی روزانہ آبرو ریزی کرتے ہونگے۔ شرم! شرم!! اے فرزندان ارجمند شرم!
۳۰	جو تارکِ نماز ہو وہ کافر ہے۔	اصول کافی	۵۱۲	۲۳	نولکشور	ملنگانِ شیعہ و بھنگیانِ رافضیہ جو آجکل پیشوایانِ شیعہ بنے بیٹھے ہیں۔ بجائے نماز کے علی علی پکارتے ہیں۔ کافر مطلق ہوئے۔ اُن کے چیلے چانٹوں کی کیا پوچھ؟ گورو جنہاں دے ٹپنے۔ چیلے جاہن شٹرپ۔

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۳۱	شیعوں کو حکم ہے۔ کہ جب جنازہ سنی میں شامل ہوں تو یہ دعا مانگیں۔ اے اللہ بھر کر اسکی قبر کو آگ سے اور جلدی لیجا اسکو آگ میں یہ متولی بناتا تھا دشمنوں کو یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کو	فروع کافی جلد اول	۱۰۰	۹	نولکشور	اسی لئے حضرت غوث الاعظم نے کتاب غنیۃ الطالبین میں فتوے لکھا ہے کہ شیعہ کو نماز جنازہ میں نہ آنے دو۔ کہ بجائے رحمت کے قہر مانگینگے۔ یہ لوگ دلی دشمن ہیں۔ ان سے علیک سلیک میل جول۔ کھانا پینا ترک کر دینا چاہیئے۔
۳۲	آجکل جو اذان یعنی بانگ شیعہ لوگوں نے ایجاد کی ہوئی ہے (جسے ربعہ پارہ کہدیں تو مبالغہ نہیں ہوگا) جس میں شہادتین کے علاوہ شہادت ولائت علی بڑھاتے ہیں اسی پر شیعہ مصنف کا فتوے لعنت ہے۔	من لا یحضرہ الفقیہ	۹۳	۱۲	تہران	اصحاب ثلاثہ کی بددعا ایسی ایسی پیچیدہ شکلیں پیدا کر دیتی ہے۔ جیسے اب شیعہ حضرات سختی کے منہ میں آگئے ہیں۔ اگر بانگ مروجہ چھوڑ دیں تو شیعہ نہیں رہتے۔ اور اگر بانگ مروجہ دیں تو فتوے لعنت کی کڑک مارتی ہے خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنَ ۰
۳۳	شیعہ مذہب میں ہے کہ جو جزع فزع کرے (یعنی چیخے یا اپنے بال کھینچے یا منہ پر ہاتھ مارے یا سینہ یا ران پر ہاتھ مارے) تمام نیک اعمال اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔	فروع کافی جلد اول	۱۲۱	۴، ۵، ۶	[illegible]	بات تو بالکل سچ ہے۔ مگر نیک اعمال بھی اسی کے برباد ہونگے جس کے پاس ہوں۔ جنکا نہ خدا ہے نہ رسول۔ محرم میں بیٹھک بیٹھیں مریں کیا حرج ہے۔ افسوس ہماری تعلیم سے تو انہیں دشمنی تھی ہی۔ یہ بدبخت اپنے بزرگوں کا کہا بھی مانتے۔

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۳۴	سیاہ لباس اسلئے پہننا حرام ہے۔ کہ لباس فرعون ہے اور دوزخیوں کا نشان ہے ؛	حلیۃ المتقین	۸	۱۹	نو لکشور	محرّم جیسے متبرک مہینے میں خصوصیت کے ساتھ شیعہ سیاہ لباس پہنتے ہیں جس سے انکا آلِ فرعون اور دوزخی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا ؛
۳۵	شیعوں کے فتویٰ کے مطابق جزع فزع کرنے والا کافر مطلق ہے۔	فروعِ کافی جلد اوّل	۱۲۱	۹	نو لکشور	الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا اس فتوے کی ہم بھی پرزور تائید کرتے ہیں ع گر قبول افتد زہے عز و شرف
۳۶	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ عریضہ شیعوں اور اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت امام حسین رضؓ بن علی ابن ابی طالب ہے ؛۔ اَمَّا بَعْد۔ بہت جلد آپ اپنے دوستوں ہوا خواہوں پاس تشریف لائیے کہ جمیع مردمانِ ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں۔ اور بغیر آپکے دوسرے اشخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں۔ البتہ بتعجیل تمام ہم مشتاقوں پاس تشریف لائیے والسّلام ؛	جلاء العیون اردو	۱۳۲	۴	مطبع اثنا عشری	یہی وہ خط ہے جس کی وجہ سے امام حسین رضؓ نے سفر کو منظور فرمایا۔ تو اب ظاہر ہو گیا۔ کہ انہی جان نثارانِ امام نے دھوکہ دیکر امام مظلوم پر وہ ظلم کئے۔ جس کی یاد سے ہم مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور امام حسین رضؓ کی روح لحد میں یہ شعر پڑھتی ہوئی بیقرار رہتی ہے ؎ من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ بامن ہر چہ کرد آں آشنا کرد لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۲۷	خطبہ امام زین العابدین ایھا الناس! مین تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور انکو فریب دیا اور اُن سے عہد و پیمان کیا۔ ان سے بیعت کی۔ آخر کار اُن سے جنگ کی۔ اور دشمن کو اُن پر مسلط کیا۔ پس لعنت ہو تم پر تمنے اپنے پاؤں سے جہنم کو اختیار کیا . . . . الخ	جلاء العیون اردو			طبع شاہی لکھنؤ	اس خطبہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قاتلانِ حسینؓ یہی شیعہ لوگ تھے جنہوں نے خط لکھکر امام حسینؓ کو کوفہ مین بلایا۔ اور آخر کار خود ہی انکو قتل کر دیا ٭
۲۸	تقریر بی بی ام کلثوم ہمشیرہ امام حسینؓ۔ اے اہل کوفہ! تمہارا حال اور مآل بُرا ہو۔ تمہارے منہ سیاہ ہوں۔ تم نے کس سبب سے میرے بھائی کو بلایا۔ اور انکی مدد نکی انہین قتل کرکے مال و اسباب لوٹ لیا انکی پردگیان عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر . . . . الخ	جلاء العیون اردو	۵۰۵	۲۴	طبع شاہی لکھنؤ	بے شک پاک بی بی ام کلثوم کے جلے دل کی بد دعا ان دھوکہ بازوں کے شاملِ حال ہے۔ اُسی ظلم کی یادداشت مین سال بسال اپنے سینوں پر کینوں کو زخمی کرتے رہتے ہین ٭

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد وسطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۳۹	حضرت موسےٰ کاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شیعہ کو مرتد کہا	فروع کافی جلد سوم	۱۰۶	۱۴	نولکشور	واقعی امامِ برحق کی یہی شان ہے کہ وہ سچی بات منہ پر کہدیتا ہے۔ اس میں امام کو ذرا دریغ نہیں ہوتا ہم بھی امام صاحب کے بہت بہت مشکور ہیں
۴۰	امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی۔ بلکہ اپنے آپ کو اس کا ایسا غلام بتلایا۔ کہ حق فروخت کرنے کا دیدیا۔	فروع کافی جلد سوم	۱۱۰	۲۴	نولکشور	ع تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے۔ یزید تمہارا امام ہے یا سنیوں کا۔ ذرا از راہِ انصاف کہنا۔ لمئے! ایسی بیہودہ امام صاحب کی کسقدر توہین کی ہے انشاءاللہ میدانِ قیامت میں امام صاحب ان دریدہ دہنی کی سزا دلا دینگے منتظر رہو
۴۱	عورت کی دُبر سے صحبت کرنی مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ فقط یہ شرط ہے کہ عورت بھی رضامند ہو جائے۔	استبصار جزو ثانی	۱۴۳	۳	جعفری	ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی سرکاری سڑکیں کھلی ہیں جس سڑک سے دل چاہا۔ گذر گئے۔ ایک شیعہ صاحب نے ظریفانہ طور پر فرمایا۔ کہ ذکر دُبر کے لئے ہے اس لئے کہ دونوں مدور دگول ہیں
۴۲	ایک عورت نے علیؓ کو عرض کیا کہ صحرا جنگل میں گئی۔ وہاں مجھکو پیاس محسوس ہوی۔ ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا۔ اس نے پانی پلانے سے انکار کیا۔ مگر اس شرط پر کہ میں اسکو اپنے اوپر قابو دوں۔ جب پیاس نے	فروع کافی جلد دوم	۱۹۸	۱۸	نولکشور	اہلِ عالم کو شیعوں کا مشکور ہونا چاہئیے جنہوں نے اس روایت سے زنا کا وجود ہی دنیا سے مفقود کر دیا۔ بازاروں میں جن نورانی سیاہ خانوں میں زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں بھی مرد و عورت راضی ہو ہی جاتے ہیں۔ یہاں اگر پانی پلایا گیا۔ تو وہاں

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	مرتبہ
۴۲ —	مجھے مجبور کیا۔ تو میں راضی ہوگئی۔ اُس نے مجھے پانی پلادیا۔ اور میں نے جماع کرالیا۔ علیؑ نے فرمایا۔ قسم ہے رب کعبہ کی۔ یہ تو نکاح ہے۔	،،	،،	،،	،،	اس اجرت سے بڑھکر روپیہ دیا جاتا ہے۔ گواہ اور صیغۂ نکاح کی شرط نہ یہاں نہ وہاں۔ تو گویا مذہبِ شیعہ میں زنا علی الاعلان جائز ہوگیا ع بے حیا باش و ہرچہ خواہی کُن
۴۳	عورت کی دُبر سے صحبت کرنی جائز ہے۔	فروع کافی جلد دوم ۱۹۱۶	۲۳۴	۱۴	نولکشور	غالباً اسی وجہ سے شیعہ لونڈے بازی مباح سمجھتے ہونگے۔
۴۴	وہ عورت جسکی دُبر زنی کیجائے اسپر غُسل واجب نہیں۔ اگرچہ دُبر زن مرد کو انزال بھی ہوجائے	فروع کافی جلد اول ۱۹۱۶	۲۵	۹	نولکشور	کیسا پاکیزہ مذہب ہے۔ سبحان اللہ! مذہب کیا ہے۔ پلیدی اور خباثت کا مجموعہ ہے۔
۴۵	بوسہ ماں کا لینا جائز ہے۔ البتہ شہوت نہ ہو۔ تو رحمت ہے۔ اور اگر شہوت ہو تو کراہت ہے۔ مگر جائز یہ بھی ہے۔ کہ کراہت منافی جواز نہیں۔	فروع کافی جلد اول	۵۰۴	۴	نولکشور	ضرور جی ضرور (ہم خرما و ہم ثواب) ایسے افعال سے ہی ادائیگی حقوقِ والدہ ہوتی ہے۔ لعنت! نفس پرست عیاشی کی عجیب عجیب راہیں نکالتے ہیں۔ اس میں یہاں تک اندھے ہوئے جاتے ہیں کہ ماں بہن کی بھی تمیز نہیں کرسکتے۔ آپ کے لئے ہی کسی نے کہا ہے ؎ دو چیزوں کی درخواست ہے ای رحمت باری! میخانہ کا دروازہ نہ ہو توبہ کا دربند

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۴۶	ننگ دو ہی ہیں۔ قبل یا دُبر دُبر تو خود ہی چھپی ہوتی ہے سامنے کی طرف کو ہاتھ سے ڈھانک لینا چاہیئے۔	فروع کافی جلد دوم	۲۰	۲۶	نولکشور	اگر ہاتھ سے نہ چھپ سکے تو شلغم کا پتا کفایت کرسکتا ہے۔ شیعوں کی شریعت میں اتنا ہی ستر کافی ہے ؎ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصًا شیعانِ بیحیا سے
۴۷	عورت میّت کی دُبر اور قبل کو رُوئی سے خوب پر کیا جائے۔ اور کچھ خوشبو بھی ملا کر سخت باندھ دیں یعنی کپڑا سے۔	فروع کافی جلد اول	۶۲	۶	نولکشور	شیعانِ پارسا ایسے شریعت کے دلدادہ ہیں۔ کہ بعد از مرگ بھی وضو کے ٹوٹنے کا خیال رکھتے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہو سکا۔ کہ روئی کسی لکڑی سے داخل کیجاوے۔ یا انگشت سے ہی دبا دینا کافی ہوگا۔ یا پھر اِس بے زری کے زمانہ میں جاپان کو آرڈر دیکر کوئی سستا آلہ بنوانا پڑے گا دیکھئے! حضراتِ شیعہ اور دردمندانِ قوم اِس آلہ کے اخراجات کے لئے کب قوم سے اپیل کرتے ہیں؟
۴۸	شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر انسان اپنے بدن پر چونا لگا لیوے۔ تو ننگا بالکل نہیں رہتا۔ بیشک اپنے سارے کپڑے اتار لیوے۔ شیعوں کے امام بھی ایسا کر لیا کرتے	فروع کافی جلد دوم	۱۲	۱۴	نولکشور	مُنہ توں لاہی لوئی تے کی کرے گا کوئی ــــــ خدا سے نہ ڈرنے والے۔ نبی پر زنا کے جاری کرنے کی تہمت دھرنے

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۴۸	تھے چنانچہ بقول شیعہ جب امام باقر نے ایسا کیا۔ تو غلام نے امام کا ذکر وغیرہ نکلا ہوا دیکھا۔ تو ہاتھ باندھکر عرض کیا۔ کہ حضور ہم کو کیا اٹھتے ہو اور خود کیا کرتے ہو؟ امام نے فرمایا۔ چونا لگا ہوا ہے۔	"	"	"	"	والے۔ امامِ عالی مقام کا رتبہ کیونکر پہچانیں۔ یا اللہ! اِن بدبختوں کو ہدایت فرما۔ تاکہ تیری اور تیرے نیک بندوں کی قدر منزلت جانیں آمین یارب العالمین
۴۹	جو عورت یا مرد مسلمان نہ ہو شیعہ اسکے فرج کو دیکھ سکتا ہے یعنی جائز ہے۔ وجہ یہ فرماتے ہیں کہ اس ننگ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے کوئی گدھے گدھی کا فرج دیکھے	فروع کافی جلد دوم	۴۱	۲	نولکشور	سُنی تو ایسے مسئلوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ البتہ شیعوں کو کوئی ایسا فرقہ ڈھونڈنا چاہیئے۔ جنکے اس طرح پاپ جھڑتے ہوں ع خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو
۵۰	اپنی لونڈی کی فرجی عاریتاً بلا نکاح اپنے دوست یا بھائی کو دینی مذہب شیعہ میں جائز ہے۔	استبصار جزو ثانی	۴۶ ۴۵	۱۸ ۱۲	جعفری	اگر کوئی صاحب شیعہ مذہب اختیار کرے تو ہدیئے اور تحفے اچھے اچھے دستیاب ہونگے عجیب عجیب ڈیزائن کی فرجیاں ملینگی مگر اسیطرح پھر اُسے بھی دوستوں کو دعوت دینی پڑیگی۔ بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے؟
۵۱	ایک ٹکڑا کھجور کی سبز شاخ کا بقدر ایک ہاتھ میت کی داہنی بغل میں برابر ورانو کے درمیان کیا جاوے۔ پھر پگڑی باندھی جائے۔	فروع کافی جلد اول	۴۴	۴	نولکشور	قبر کی طرف بھی لیس ہو کر مارچ کرنا چاہیئے۔ منکر نکیر کو مرعوب کرینگے جب ہی تو چھٹکارا ہو سکے گا۔ ورنہ کیسہ اعمال میں کیا دھرا ہے؟ خاک!

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۵۲	شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر سالے کی دُبر زنی کی جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔	فروع کافی جلد دوم	۱۶۵	۱۶	نولکشور	شیعہ فلسفہ کی حماقت ملاحظہ ہو۔ کون ڈاڑھی والے اور پکڑے جائیں مونچھوں والے۔
۵۳	اگر زوجہ منکوحہ حُرّہ کی بھانجی یا بھتیجی سے متعہ یا نکاح کرے۔ اجازت زوجہ مذکورہ کی درکار ہے (یعنی بھانجی اپنے خالوجان اور بھتیجی اپنے پھپھا جان سے نکاح کر سکتی ہے)	تحفۃ العلوم	۲۴۲	۳	نولکشور	شیعوں کی شہوت پرستی کے ہاتھوں جب اُنکی مائیں بھی عصمت نہیں بچا سکتیں۔ تو یہ بچاریاں کس گنتی شمار میں ہیں۔ سچ ہے ع صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں
۵۴	شیعہ مذہب میں سالی اور ساس سے جماع کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔	فروع کافی جلد دوم	۱۶۲	۲۳	نولکشور	دیکھو مسئلہ ۵۲ سالی اور ساس کی آبرو سے سالہ کی عصمت زیادہ قیمتی ہے۔ واقعی مردوں کو مردوں کی اسیطرح رعائت کرنی چاہیئے یہ شیعوں کا ہی حصہ ہے ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
۵۵	عورت کی شرمگاہ کو چوم لے۔ تو بھی جائز ہے۔	حلیۃ المتقین	۷۷	۲۴	نولکشور	بس ابھی کسر رہ گئی تھی مرحبا!!
۵۶	عورت کی شرمگاہ کو چومنا شیعہ مذہب میں درست ہے۔	فروع کافی جلد دوم	۲۱۲	۴	نولکشور	شیعوں کو مبارک رہے۔
۵۷	محارم عورتوں (یعنی اپنی بہن بھانجی بھتیجی۔ خالہ وغیرہ) سے اپنے ذکر کے گرد ریشمی	حلیۃ المتقین اردو	۷۳۶	۲۳	[illegible] لاہور	پہلے مودب شیعہ تو اپنی ماں بہن کا احترام کرتے ہوئے ٹاکی لپیٹ کر جماع کرتے ہونگے مگر زمانہ حال کے بے ادب گستاخ شیعہ بے شرط

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
"	باریک کپڑا لپیٹ کر جماع کرنا حرام ہے۔	"	"	"	"	بھی اڑا دی۔ اور لکھدیا کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام والیسے حلال ہے۔ واہ شیعاندی پاکی یارو واہ شیعاندی پاکی ماواں نال زناکر ہندے بہہ ذکر تے ٹاکی
۵۸	شیعہ مذہب میں ہے کہ انسان مرتا ہی تب ہے جب اس کے منہ سے منی کا نطفہ نکل پڑتا ہے۔ یا کسی اور جگہ بدن سے۔	فروع کافی جلد اوّل	۵	۲۵	نولکشور	جس ناپاک منہ سے تمام عمر اصحابہ کرام کو گالیاں دیتے رہے بھلا انہیں سے آخری وقت اگر منی وغیرہ بہہ نکلے تو ہرگز مقام تعجب نہیں۔ میدان قیامت میں دیکھنا کیا درگت ہوتی ہے کَذَالِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ٭ مسلمانوں کے منہ سے تو آخری وقت ہمیشہ کلمہ شریف ہی نکلا کرتا ہے لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ٥
۵۹	شیعہ مذہب میں ہے۔ کہ جو شخص محارم عورتوں۔ (یعنی ماں۔ بہن۔ بھانجی بھتیجی خالہ۔ پھوپھی وغیرہ) سے نکاح کر کے جماع کرے۔ اسکو زنا نہیں کہتے۔ بلکہ مِنْ وَجْہٍ یہ فعل حلال ہے۔ جو اولاد پیدا ہو۔ اُسکو اولادِ زنا کہنا جائز نہیں۔ جو ایسے مولود کو ولد الزنا کہے۔ وہ قابلِ سزا ہوگا ٭ (ملخصاً)	فروع کافی جلد دوم	۲۶۲	۲۵ و ۱۲	نولکشور	ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کہ ایسے مولود مسعود کو حرامزادہ کہیں جبکہ شیعوں کے مذہب میں زنا۔ زنا ہی نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ عبادت سمجھکر اس کے جواز کی متعدد صورتیں قائم کی جا چکی ہیں۔ تو ہم سوائے اس کے کہ ایسے بہائم صفت وحشیوں سے گریز کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	اول یا وسط سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۶۰	اگر ایک شخص نے کتے کو شکار پر چھوڑا۔ کتے نے شکار کو پکڑ لیا۔ اور شکاری پہنچ گیا۔ مگر اسکے پاس چھری نہ تھی۔ کہ ذبح کرے۔ وہ کھڑا تماشہ دیکھتا رہا کتے نے اسکو مار کر کچھ کھا لیا وہ شکار حلال ہے۔	فروع کافی جلد دوم	۶۸	۵ و ۲۲	نولکشور	کیوں نہ ہو۔ غالباً کتے کی صفتِ وفاداری کے انعام میں اس کا پس خوردہ حلال سمجھا گیا ہے۔ شیعوں کے نزدیک تو ایک ساتھ اکٹھے ایک دستر خوان پر بیٹھکر کھا لینے میں بھی کوئی قباحت نہوگی۔
۶۱	گوشت خنزیر اور مردار کا کھانے سے کوئی حدّ شرعی نہیں لگتی	فروع کافی جلد سوم	۱۳۱	۲۵	نولکشور	جب شرع ہی نہیں تو حد کیسی؟ جب ستر گز لمبا قرآن آویگا۔ تو حدودِ شرعی بھی قائم کر لی جاوینگی +
۶۲	اگر چوہا گوشت میں پک گیا ہو۔ تو شوربا گرا دیا جائے اور گوشت دھوکر کھا لیا جائے۔	فروع کافی جلد دوم	۱۰۵	۹	نولکشور	واہ! جی واہ!! کیا کہنے!!! سچ ہے "شوربا حرام تے بوٹی حلال"
۶۳	کتا گھی یا تیل میں جا پڑے وہ گھی اور تیل پاک رہتا ہے۔ بشرطیکہ کتا زندہ برآمد ہو۔	فروع کافی جلد دوم	۱۰۵	۱۱	نولکشور	بالکل ٹھیک! زندہ کتا بہر حال مردہ کتے پر فضیلت رکھتا ہے۔ کیسی عمدہ عمدہ بحثیں ہیں کتے کا اشیائے خوردنی میں گرنا۔ اور پھر اُسکی حیات و ممات بھی شیعوں کے پیشِ نظر ہے شیعوں کے دماغ کی رسائی ملاحظہ ہو کہ وہاں پہنچا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا

نمبر شمار	مضمون کتاب	نام کتاب	نمبر صفحہ	تعداد سطر	نام مطبع	نتیجہ مرتبہ
۶۴	گدہا حرام نہیں ہے۔ خیبر کے دن اِس کے کھانے سے اس لئے منع کیا گیا تھا۔ کہ یہ جانور لوگوں کے بوجھ اٹھانے والا تھا۔ باربرداری میں تکلیف تھی ❊	فروع کافی جلد دوم	۹۸	۲	نولکشور	سننے میں آیا ہے۔ کہ شیعہ گورنمنٹ عالیہ سے گدہوں کے گوشت کی فروخت کے لئے لائسنس حاصل کرنیوالے ہیں۔ مگر کیا کمہاران ملک شیعوں کی اس اس گدہا کشی کے خلاف احتجاجی جلسے نہیں کرینگے ؟
۶۵	شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ناصبی (یعنی سُنّی) آدمی کتّے سے بھی بدتر ہے ❊	فروع کافی جلد اوّل	۷	۲	نولکشور	سُنیو! تمہاری قدر و منزلت شیعون کے نزدیک یہ ہے۔ عبرت پکڑو۔ شیعان پاک!! اگر کچھ بھی سلیم الطبعی کا جوہر تمہارے اندر ہے تو توبہ کرو۔ اور ایسے گندے۔ بے حیا۔ اور واہیات عقاید کو آخری سلام کرکے صراطِ مستقیم (مذہب اہل سنت والجماعت) کیطرف آؤ۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنَ

تعزیہ پرستی شیعانِ ذی بردستی

واضح ہو کہ اسلام میں بدعات محرم کی ایجاد افتراعات شیعہ سے ہے۔ جو سنّت یزید تازہ کرنے کے لئے سال بسال ماہ محرم میں کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے۔ کہ شیعان حسینؓ کے لئے نجات اُخروی کے لئے اسیقدر کافی ہے۔ کہ سال بھر میں ایک دفعہ غمِ حسینؓ میں سینہ کوبی کریں۔ ماتمی لوگ بغیر کسی پرسش کے سیدھے جنّت میں

چلے جائینگے۔ اور ان سے نہیں پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے دنیا میں نماز روزہ۔ حج وزکوٰۃ وغیرہ فرائض ادا کیئے ہیں یا نہ۔ شیعہ کا یہ مسئلہ عیسائیوں کے مسئلہ صلیب سے کم نہیں ہے۔ جیساکہ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ مسیحؑ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حضرات شیعہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے گناہونکا کفارہ شہادت امام حسینؓ ہے۔ ہمارے لئے صرف اتنا ضروری ہے۔ کہ اس واقعہ کی یادگار میں مجلس ماتم قائم کرکے خوب روئیں اور پیٹیں۔ ہم بخشے جائینگے۔ اور جنت ہمارے ہی لئے ہے۔ سنیوں کی کیا مجال کہ جنت کا نام بھی لے جائیں۔

ہم نے قرآن و حدیث اور دینی کتب کو چھان مارا۔ ہمیں اس مسئلہ کا کہیں کھوج نہیں ملتا۔ شیعہ کی اپنی کتابیں بھی اس مسئلہ کی سخت مخالف ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ شیعہ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ ہم شیعہ بھائیوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ مرثیہ خوانی کا شروع کسی پیغمبر یا امامؑ سے ہوا۔ اگر کسی نبیؑ یا امامؑ یا صحابیؓ سے اس کی ابتدا ثابت نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ یہ سب کچھ بدعات محرمہ سے ہے۔ اور بس۔ اگر کہا جائے کہ واقعہ شہادت حسینؓ سے بعد اسکی ضرورت ہوئی۔ تو ہم کہینگے۔ کہ اس سے پیشتر بھی کئی بزرگان دین شیعہ ہوتے رہے۔ پھر کیوں سلف صالحین نے ایسا نہیں کیا۔ جناب امیر علیہ السلام نہایت بے دردی سے مسجد خانہ خدا میں شہید کئے گئے۔ حسینؓ نے ان کے غم میں مجالس ماتم قائم نہیں کیں۔ پھر حضرت امام حسنؓ بھی زہر خورانی سے شہید کئے گئے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے بڑے بھائی کے غم میں کبھی ماتم نہیں کیا۔ حضرت زین العابدین نے محشر خیز واقعہ کربلا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انہوں نے بھی ماتم نہیں کیا۔ نہ رونے پیٹنے کی رسم ادا کی۔ ایسا ہی دیگر ائمہ عظامؑ نے بھی کبھی تعزیے نہیں نکالے۔ پھر ان سے بڑھکر کسی شخص کو شہداء کربلا کا غم ہوگا کہ بغیر سوانگ نکالنے کے تسکین نہیں ہوسکتی۔ اسلام میں پہلا سانحہ عظیم وفات رسولؐ مقبول کا ہوا۔ مگر اہل بیت نے یا صحابہؓ نے کبھی نوحہ۔ بکا اور مرثیہ خوانی اور سینہ زنی کی رسم ہونے نہ دی۔ پھر کیونکر کہا جائے۔ کہ یہ نئی بدعات باعث ثواب اور موجب نجات

ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن کریم میں مومنین کو صبر کی ترغیب دی ہے۔ اور مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے۔ کہ جب انکو کوئی مصیبت پہنچ جائے۔ وہ صبر سے کام لیتے اور معاملہ خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (اے رسول ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئے کہ جب انہیں کوئی دکھ درد پہنچتا ہے۔ کہتے ہیں ہم بھی خدا کے لئے ہیں اور ہماری بازگشت اسی کی طرف ہے) مسلمانوں کو ارشاد ہے وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (صبر اور نماز کے وسیلہ سے مدد مانگو۔ اور یہ صبر و نماز بڑی شاق ہے ہاں ان ڈرنے والوں پر جنکو اس بات کا تیقن ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (اے لوگو جو ایمان لائے ہو مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے تحقیق اللہ ساتھ صبر کرنیوالوں کے ہے) پھر معلوم نہیں۔ قرآن کے کس پارہ میں یہ آیت لکھی ہے کہ کوئی واقعہ ہائلہ (مصیبت) پیش آجائے۔ تو سوانگ بنا کر خوب جزع فزع کرو۔ کپڑے پھاڑو۔ رخسار سے طمانچوں سے لال کر دو۔ سینہ کوٹ کوٹ کر لہولہان کر دو۔ شائد اُس قرآن میں یہ حکم ہو۔ جو سترہ ہزار آیتہ کا ہے۔ اور جو ابھی کسی گوشہ غار میں مدفون ہے۔ یہ قرآن تو آیات صبر سے پُر ہے۔ اور کسی ایک جگہ بھی جزع فزع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اصول کافی صفہ ۱۴۸ میں یہ حدیث لکھی ہے عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَإِذَا ذَهَبَ الرَّأْسُ ذَهَبَ الْجَسَدُ كَذَلِكَ إِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ الْإِيمَانُ (امام صادق علیہ السلام نے فرمایا صبر ایمان کے سر کے جابجا ہے۔ جب سر کٹ جائے۔ تو جسم بیکار ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی جب صبر چھوڑ دیا جائے۔ ایمان جاتا رہتا ہے) پھر جو لوگ برخلاف اس حدیث

کے جزع فزع کرتے اور روتے پیٹتے۔ سینہ کوبی کر کے بے صبری دکھاتے ہیں۔ بشہادت حضرت امام موصوف وہ بالکل بے ایمان ہیں۔ ایمہ اہل بیت نے جزع فزع سے یہانتک منع فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت زانوں پر ہاتھ مارنا بھی موجب حبط اعمال قرار دیا گیا ہے جیساکہ فروع کافی جلداول صفحہ ۱۲۱ میں درج ہے عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص ضَرْبُ الْمُسْلِمِ یَدَہٗ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِہٖ داب برخلاف اس کے جو لوگ منہ پر طمانچے رسید کرنا اور سینہ کوبی کرنا موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ وہ امام صادق علیہ السلام کے قول کی تکذیب کرتے ہیں) اس بارہ میں قول فیصل جناب امیر علیہ السلام کا ایک قول ہے جو نہج البلاغہ صہ ۱۹۳ میں یوں درج ہے۔ وَمِنْ کَلَامٍ لَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَہٗ وَھُوَ یَلِیْ غُسْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَجْھِیْزَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِکَ مَا لَمْ یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَیْرِکَ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَالْاَنْبَآءِ وَاَخْبَارِ السَّمَآءِ خَصَصْتَ حَتّٰی صِرْتَ مُسَلِّیًا عَمَّنْ سِوَاکَ وَعَمَّمْتَ حَتّٰی صَارَ النَّاسُ فِیْکَ سَوَآءً وَلَوْلَا اَنَّکَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَہَیْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَیْکَ مَاءَ الشُّئُوْنِ۔ (امیر علیہ اسلام نے رسول پاک کے غسل اور تجہیز کے وقت فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی وفات سے وہ امور منقطع ہوئے ہیں۔ جو کسی اور وفات سے نہ ہو سکتے تھے۔ وہ امور نبوت اور اسلامی وحی ہے۔ آپ ایسے خاص ہوئے۔ کہ ماسوا سے قطع کر دیا۔ اور آپ کا فیض ایسا عام ہوا۔ کہ تمام لوگ اس سے یکساں مستفیض ہوئے اگر آپ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم۔ اور جزع فزع سے منع نہ کر دیا ہوتا۔ تو آج ہم آپ کی وفات پر اتنا روتے کہ رطوبت بدن خشک ہو جاتی ہے)۔

دیکھئے! جناب امیر علیہ السلام کا ایسے دردناک موقعہ وفات رسولی پر جزع فزع چھوڑ کر صبر سے کام لینا۔ اور اس کی وجہ رسول پاک کے امر بالصبر و نہی عن الجزع کو دلیل پیش کرنا اس امر کی فیصلہ کن دلیل ہے۔ کہ بعد الرسول اور

کسی شخص کی وفات یا شہادت پر جزع فزع کرنا اور بے صبری دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وفات رسول سے بڑھ کر کوئی سخت صدمہ مسلمانوں کے لئے بالخصوص اصحاب واہل بیت رسول کے لئے نہیں ہو سکتا اور جیسا غم حضور علیہ السلام کی وفات سے حضرت علی المرتضےٰ کو تھا۔ کسی اور شخص کی وفات سے کسی دیگر شخص کو نہیں ہو سکتا۔ پھر ایسے دردناک وقت میں جزع فزع اور سینہ کوبی تو کجا آنسو بہانے تک کو بھی خلاف صبر تصور کر کے صبر و تحمل سے کام لیا گیا۔ تو پھر کس طرح کسی اور شخص کی وفات یا شہادت پر اس کے خلاف رونا پیٹنا اور سینہ زنی کرنا روا ہو سکتا ہے یہ کسی ایسے ویسے شخص کا فیصلہ نہیں ہے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام اور حضرت امام صادق علیہ السلام کے فیصلہ جات ہیں جن پر شیعہ مذہب کی دار و مدار ہے۔ اس لئے شیعہ کو ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بغیر ہرگز چارہ نہیں ہو سکتا ؎

گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر — تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

رسولؐ پاک کی وصیت دربارہ ممانعت جزع و فزع

اسبارہ میں ناطق فیصلہ آنحضرت کی وصیت ہے۔ جو بوقت وفات آپ نے اپنی جگر گوشہ حضرت فاطمہ رضؓ کو فرمائی۔ چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون اردو جلد ا ص۲ میں لکھا ہے اے فاطمہ رضؓ واضح ہو کہ پیغمبر کے لئے گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے۔ اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور واویلا نہ کرنا چاہیئے۔ ولیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کے مرنے پر کیا۔ کہ آنکھیں روتی ہیں۔ اور دل درد میں آتا ہے۔ اور میں نہیں کہتا ہوں کہ جو موجب غضب پروردگار ہو۔ اور اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہناک ہوں۔ نیز اسی کتاب کے ص۵ پر لکھا ہے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول نے وقت وفات[1]

[1] ایسا ہی شیعوں کی مستند کتاب حدیث فروع کافی جلد ۲ ص۲۱۲ میں ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ عِنْدَ وَفَاتِہٖ لِفَاطِمَۃَ لَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْھًا وَلَا تُرْخِیْ عَلَیَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَلَا تُقِیْمِیْ عَلَیَّ نَائِحَۃً رسولؐ نے

جناب سیدہ سے کہا۔ اے فاطمہ رض جب میں مرجاؤں۔ اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا۔ اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا۔ اور واویلا نہ کہنا۔ اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا۔ اور نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا۔ اس سے زیادہ صریح فیصلہ ممانعت ماتم کے متعلق کیا ہو سکتا ہے۔ کہ حضور اپنی پیاری بیٹی جناب سیدہ کو وصیت فرماتے ہیں۔ کہ میری وفات کا تم کو صدمہ عظیم ہو گا۔ لیکن جہاں کی طرح جزع و فزع مت کرنا۔ نہ سر پیٹنا۔ نہ گریبان چاک کرنا نہ واویلا کرنا۔ نہ نوحہ کرنا۔ نہ نوحہ گروں کو گھر میں داخل ہونے دینا۔ اگر یہ امور باعث ثواب ہوتے۔ تو حضور علیہ السلام بجائے ممانعت کے جناب سیدہ کو اذن عام دیتے۔ کہ اپنے والد سردار دوعالم کا ماتم خوب زور شور سے کرنا۔ خود بھی سر پیٹ کر اور سینہ زنی کر کے قیامت برپا کرنا اطراف سے نوحہ گروں کو جمع کر کے خوب حق ماتم ادا کرنا۔ جب آپ نے ان امور سے سخت ممانعت فرمادی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ جملہ حرکات ممنوع و ناجائز۔ داخل معصیت ہیں۔ انکے کرنے سے بجائے ثواب کے عذاب ہوتا ہے۔ بلکہ میت کو بھی ایذا رہوتی ہے۔ چنانچہ جلاؤ العیون صـ۷۲ میں ہے کہ آنحضرت نے جو آخری وصیت اہل بیت اور اصحاب کو فرمائی اس میں یہ الفاظ بھی تھے پس تم لوگ فوج فوج اس گھر میں آنا۔ اور مجھ پر صلوات بھیجنا اور سلام کرنا۔ اور مجھ کو نالہ و فریاد و گریہ زاری سے آزار نہ دینا۔

ایک اور حدیث فروع کافی جلد اول صـ۱۲۱ میں یوں درج ہے۔

امام جعفر صادق کا فتویٰ کفر

حضرت امام جعفر صادق نے ماتمیوں کے لئے فتوئے کفر صادر فرمایا ہے۔ چنانچہ فروع کافی جلد اول صـ۱۲۱ میں ہے عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْمُؤْمِنِ فَیَاْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَھُوَ صَبُوْرٌ وَاِنَّ الْجَزَعَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْکَافِرِ فَیَاْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَھُوَ جَزُوْعٌ۔

امام صادق نے فرمایا - صبر اور مصیبت مومن کے پیش آتے ہیں - اسے مصیبت آجاتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے - اور گھبراہٹ اور مصیبت کافر کے پیش آتی ہے اور اسے مصیبت آجاتی ہے اور وہ جزع فزع کرنے لگتا ہے) اس حدیث میں حضرت امام نے مومن اور کافر کی شناخت یہ بتلائی ہے - کہ مومن کو مصیبت آجائے - تو اس پر وہ صابر ہوتا ہے - لیکن جب کافر کو مصیبت پیش آجائے تو وہ جزع فزع کرنے لگتا ہے - دوسرے لفظوں میں حدیث کا مطلب خاص یہ ہے - کہ جو مصیبت پر صبر کرلے وہ مومن ہے اور جو جزع و فزع کرے وہ کافر ہے -

جزع کی تعریف

جزع کی تعریف بھی حضرت امام نے بتلادی ہے چنانچہ دوسری حدیث میں ہے

عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لَہٗ مَا اَلْجَزْعُ قَالَ اَشَدُّ الْجَزْعِ الصُّرَاخُ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَطْمُ الْوَجْہِ وَالصَّدْرِ وَجَزُّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِیْ وَمَنْ اَقَامَ النَّوَاحَۃَ فَقَدْ تَرَکَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِیْ غَیْرِ طَرِیْقِہٖ - **فروع کافی جلد اوّل صـ۱۲۱** (جابر کہتا ہے - میں نے حضرت صادق سے پوچھا جزع کیا ہے - فرمایا انتہائی جزع ویل وعویل کی پکار کرنا اور منہ پر طمانچے لگانا سینہ زنی کرنا اور بال نوچنا ہے - اور جس شخص نے نوحہ (ماتم) کیا - اس نے صبر چھوڑ دیا - اور غیر شرع کام کیا) یہ بات الم نشرح ہے - کہ ماتمی لوگ یہ جملہ حرکات ویل و عویل کیا کرتے - منہ پیٹتے - سینہ کوٹتے - بال اکھیڑتے اور نوحہ کرتے ہیں - اس لئے حسب فتوے امام والا مقام یہ کافر ہیں - اور خلاف شرع کام کر رہے ہیں کیا ماتمی لوگ ان صریح احادیث ایمہ اہل بیت کو بغور پڑھکر اس فعل خلاف شرع سے باز آئینگے - ہم نے ممانعت ماتم پر قول خدا اور رسولؐ قول جناب امیرؑ اور اقوال امام جعفر صادقؑ پیش کر دیئے ہیں - کہ خدا اور رسولؐ خدا نے صبر کا حکم دیا - اور جزع سے منع کیا ہے - اور جناب امیر علیہ السلام نے اپنے قول و فعل سے

اختیار صبر و ترک جزع کا فتوےٰ دیدیا ہے۔ پھر حضرت صادق ع نے تو صریح الفاظ میں جزع کی تشریح فرما کر فتوےٰ دے دیا ہے کہ جزع فزع کرنے والے سب کافر ہیں۔ ایسا ہی جناب امام حسینؑ نے بھی اپنے عمل سے بتا دیا۔ کہ خواہ کیسی ہی مصیبت پیش آجائے۔ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ چنانچہ فروع کافی جلد اول صلہ ۱۱۹ میں ہے۔ لَمَّا اُصِیْبَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نَعَی الْحَسَنُ اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَھُوَ بِالْمَدَائِنِ فَلَمَّا قَرَاءَ الْکِتَابَ قَالَ یَالَہَا مِنْ مُّصِیْبَۃٍ مَا اَعْظَمَہَا مَعَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُصِیْبَ مِنْکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَلْیَذْکُرْ مُصَابَہٗ بِیْ فَاِنَّہٗ لَنْ تُصَابَ بِمُصِیْبَۃٍ اَعْظَمَ مِنْہَا وَصَدَقَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ (جب جناب امیر کی شہادت کا واقعہ ہوا حضرت امام حسن نے اپنے بھائی امام حسینؑ کو آپ کی وفات کی اطلاع بھیجی جب امام حسین نے خط پڑھا۔ فرمانے لگے۔ کیسی بڑی مصیبت پیش آئی ہے۔ لیکن آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آجائے وہ میرے واقعہ ہائلہ وفات کی مصیبت کو یاد کرے۔ کیونکہ وفات رسول سے بڑھکر مسلمانوں کے لئے کوئی بڑی مصیبت نہ ہوگی۔ اور حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے) یعنی حضرت امام حسینؑ نے اس خبر وحشت اثر کو سنکر ذرہ بھی جزع و فزع نہ کی۔ بلکہ صبر و شکیبا سے کام لیا۔ اور یہ فرمایا۔ کہ وفات رسول سے بڑھ کر بقول آنحضرت مسلمانوں کے لئے کوئی مصیبت نہیں ہے۔ پھر جب اسپر بھی صبر کا حکم ہے۔ تو پھر کس مصیبت پر بے صبری کرنا جائز ہو سکتا ہے +

امام حسینؑ کی آخری وصیّت

شیعہ کی معتبر کتاب البصائر جلد صلہ ۲۹ میں ہے۔ کہ جناب سید الشہدا امام حسینؑ نے کربلائے معلےٰ میں اپنی ہمشیرہ حضرت زینب علیہا السلام کو فرمایا۔ کہ اے بہن جو میرا حق تم پر ہے۔ اسی کی قسم دیکر کہتا ہوں۔ کہ میری مصیبت مفارقت پر

صبر کرو۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا۔ کہ تم فاطمہ زہرا رضہ کی بیٹی ہو۔ جیسا انہوں نے پیغمبر خدا کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا۔ اسی طرح تم بھی میری مصیبت میں صبر فرمانا۔ اس سے زیادہ واضح دلائل اس امر کی کہ شہداء نے اپنی ہمشیرہ کو آخری وقت میں یہ وصیت فرما دی۔ کہ میری شہادت پر جزع فزع نہ کرنا۔ نہ منہ پیٹنا نہ بال نوچنا۔ نہ گریبان چاک کرنا۔ بلکہ ایسا ہی صبر کرنا۔ جیسا جناب سیدہ نے وفات رسولؐ پر صبر کیا۔ پھر جو لوگ اس کے خلاف ماتم حسین میں اس قدر طوفان بے تمیزی برپا کرتے ہیں۔ کہ عورتیں۔ مرد جمع ہو کر سینہ کوٹتے منہ پیٹتے ہائے وائے کی دہائی سے زمین ہلا دیتے ہیں۔ یہ سید الشہدا حضرت امام حسین کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں ؎

نہ اس پر بھی اگر سمجھو۔ تو پھر تم سے خدا سمجھے

فی زمانہ جو رواج ہو گیا ہے۔ کہ مجلس ماتم میں جوان مرد اور جوان عورتیں زرق برق پوشاکیں پہنے آنکھوں میں کاجل لگائے بالوں کو معطر تیل لگا کر کنگھی پٹی کئے ایک دوسرے کی دید بازی کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور راگ ممنوع میں سر اور تال سے مرثیہ خوانی ہوتی اور سینہ زنی کی جاتی ہے۔ اور تعزیہ پر نذر و نیاز چڑھائے جاتے ہیں سجدے ہوتے اور عرضیاں گذاری جاتی ہیں۔ یہ سب شرک اور بدعت ہے۔ جس کی مخالفت نہ کتب اہل السنۃ بلکہ کتب اہل تشیع میں بھی بالتشریح لکھی ہے چنانچہ شیعہ کی ایک نہایت معتبر کتاب تفسیر عمدۃ البیان مطبع یوسفی دہلی کے صفحہ ۳۲۸ پر ذیل آیۃ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ الخ یوں لکھا ہے۔ یہ آیت حقیقت میں امام حسین کے حق میں نازل ہوئی ہے اس واسطے کہ جو کچھ آیت میں ہے۔ وہ انکے حال پر صادق آتا ہے اور دوسرے شخص کو ہم ایسا نہیں کہتے اور یہ معرکہ آنحضرت کا بڑا معرکہ ہے ہے۔ اور رونا رولانا انکی مصیبت پر ثواب عظیم رکھتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی محرم میں بدعت کر کے ثواب کو ضائع کرتے ہیں۔ باجے بجاتے اور بجواتے ہیں اور مرثیوں میں جھوٹی روائتیں اپنی طرف سے ایجاد کر کے داخل کر لیتے ہیں۔ اور غلو

تفویض کی روائتوں کو مجلسوں میں بیان کر کے لوگوں کے ایمان کو فاسد کرتے ہیں۔
اور جو راگ کہ شرع میں ممنوع ہیں۔ ان میں مرثیوں کو پڑھتے ہیں اور عورتیں بلند آواز
سے مرثیوں کو پڑھتی ہیں اور نامحرم ان کی آواز کو سنتے ہیں۔ ان امور میں مومنین کو
اجتناب لازم ہے اور تعزیوں پر محتاج آدمی تو اپنی احتیاج کی عرضیاں باندھتے ہیں۔
یا کاغذ کی روٹی کترواکر باندھتے ہیں، اس مراد سے کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہوئی تو
میں چاندی کی روٹی گھڑواکر تعزیہ پر چڑھاؤنگا اور بے اولاد آدمی کاغذ کا لڑکا تعزیہ پر باندھتے
ہیں اس ارادہ سے کہ اگر ہمارے گھر بیٹا پیدا ہوگا تو ہم چاندی کا لڑکا گھڑواکر تعزیہ پر چڑھاینگے
اول کہ یہ تصویر انسانی ہے اور تصویر کے بنانے سے اجتناب لازم ہے اور سوا اس کے حاجت کا
طلب کرنا پروردگار سے چاہیئے کہ وہ قاضی الحاجات ہے نہ غیر اس کا۔ ہاں حضرات ائمہ معصومین
علیہ السلام سے شفاعت کا چاہنا کہ خدا تعالی ہماری حاجت برلاوے اور
انکے واسطے دعا مانگنا موجب قضائے حاجت اور باعث حصول مقصد
ہے۔ جیسے کہ احادیث میں وارد ہوا ہے ۔ اور بعض جہلا تعزیہ کو سجدہ کرتے
ہیں یہ طریقہ کفار و مشرکین کا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اور تعزیہ
اور علم پر زیارت کا نہ پڑھنا چاہیئے، البتہ اگر کربلا معلےٰ کی طرف منہ کر کے حضرت
امام حسین کے روضہ کی نیت سے زیارت پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے۔ دیکھئے
سید عمار علی جو ایک غالی شیعہ ہے۔ وہ بھی اپنی کتاب میں بدعات تعزیہ کی
سخت مذمت کرتا ہے۔ کیا شیعہ ان بدعات سے باز آئینگے۔ یہ ماتم بھی عجیب
ہے۔ کہ ڈھول بجا کر گتکہ بازی کی جاتی ہے۔ تعزیہ کے ہمراہ شاہدان بازاری
کا جھمگھٹا ہوتا ہے۔ جو سر و پا برہنہ تعزیہ کے آگے سلامی کرتی جاتی ہیں۔ دیدہ
باز لوگ اس دلفریب منظر کو غنیمت سمجھ کر حظ اٹھاتے ہیں۔ کیا یہ یزیدی گروہ
کے جشن کی نقالی نہیں ہے۔ جنہوں نے جناب امام حسینؑ کو شہید کر کے
ڈھول و باجے بجائے اور محفلہائے شادمانی قائم کیں۔ ہاں ہمیں یہ تو بتایا جائے
کہ قاتلان حسینؑ کون لوگ تھے۔ یہ مخلصان شیعہ تھے۔ جس پر کتب شیعہ

بالاتفاق شاہد ہیں۔

قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے

شیعہ کی کتابوں میں بالتصریح لکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسینؓ کو اہل کوفہ نے۔ جو شیعان علی کا مولد اور مسکن تھے۔ بے تعداد تاکیدی خطوط لکھ کر بلوایا۔ آپ نے پہلے اپنے عمزاد بھائی حضرت امام مسلم رضؓ کو روانہ کیا۔ ان کو معہ ان کے صغیر السن دو صاحبزادوں کے بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ پھر جب امام والا ہمام پہنچے۔ آپ کو بھی انہی شیعوں نے۔ جو آپ کی بیعت کر چکے تھے شہید کیا۔

شیعان کوفہ کی خط و کتابت

شیعہ کی مستند کتاب اخبار ماتم مطبوعہ رامپور صہ ۲۸ میں لکھا ہے۔ وَبَلَغَ اَهْلَ الْكُوْفَةِ هَلَاكُ مُعَاوِيَةَ وَعَرَفُوْا خَبَرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاجْتَمَعَتِ الشِّيْعَةُ فَكَتَبُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سَرَّحُوْا بِالْكِتَابِ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِسْمَعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَالٍ فَخَرَجَا مُسْرِعَيْنِ حَتّٰى قَدِمَا عَلَى الْحُسَيْنِ بِمَكَّةَ بِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ (جب امیر معاویہ کی خبر وفات اہل کوفہ کو پہنچی۔ اور امام حسینؓ کی ہجرت مکہ کا حال معلوم ہوا تو تمام شیعہ نے مجتمع ہو کر بالاتفاق آپ کی طرف خط لکھا اور عبد اللہ بن مسمع اور عبد اللہ بن وال کے ہاتھ وہ خط روانہ کیا۔ یہ دونوں قاصد دوڑتے ہوئے مکہ معظمہ میں ۱۰ ماہ رمضان کو امام صاحب کی خدمت میں پہنچے) یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا۔ کہ ایک دن میں چھ سو خطوط آپ کے پاس جا پہنچے۔ اور بالآخر ان خطوط کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔ چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ مذکورہ میں ہے۔ فَوَرَدَ عَلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ سِتَّةُ مِائَةِ كِتَابٍ وَتَوَاتَرَتِ الْكُتُبُ حَتَّى اجْتَمَعَ عِنْدَهُ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ كِتَابٍ یعنی امام صاحب کے پاس متواتر خط

شیعوں کے مختلف جگہ سے بارہ ہزار جمع ہو گئے۔ اور شبعی نے روایت کی ہے

وَبَایَعَ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرْبَعُوْنَ اَلْفًا مِنْ اَھْلِ کُوْفَۃَ عَلٰی اَنْ یُحَارِبُوْا مَنْ حَارَبَ وَیُسَالِمُوْا مَنْ سَالَمَ (یعنی چالیس ہزار کوفہ کے شیعان نے امام صاحب کی بیعت اس بات پر کی۔ کہ اگر وہ لڑینگے۔ تو ہم لڑینگے۔ اگر وہ صلح کریں۔ تو ہم ہر حال میں انکے تابعدار اور مطیع ہیں۔ آخر الامر امام صاحب نے مجبور ہو کر ان کی آرزو کے مطابق خط روانہ کیا۔

فَعِنْدَ ذٰلِکَ رَدَّ جَوَابَ کُتُبِھِمْ یُمَنِّیْھِمْ بِالْقَبُوْلِ وَیَعِدُھُمْ بِسُرْعَۃِ الْوُصُوْلِ (یعنے امام صاحب نے انکے خطوط کا جواب مطابق اُنکی دلی خواہش کے روانہ فرمایا اور وعدہ بہت جلدی کوفہ میں تشریف فرمانے کا دیا۔ اور سفر کوفہ کا قصد مصمم امام صاحب کا ہوا الخ) شیعہ کی معتبر کتاب خلاصۃ المصائب ۵۱۲ میں ہے۔ کہ جب امام حسینؑ ظلم اعداء سے تنگ آکر مرقد مطہر رسول خدا صلعم سے جدا ہوئے تیسری تاریخ شعبان کو مکہ معظمہ میں کوفیاں پر دغا نے نامے علے الانفصال حضرت کی خدمت میں بھیجے۔ بعض ناموں کا مضمون یہ تھا۔ لَیْسَ عَلَیْنَا اِمَامٌ فَاَقْبِلْ لَعَلَّ اللّٰہُ اَنْ یَّجْمَعَنَا بِکَ عَلَی الْحَقِّ۔ یعنی اے حضرت ہم امام و پیشوا نہیں رکھتے جلدی تشریف لایئے۔ شاید خدا حق کو ہمارے ہاتھ میں جاری کر دے۔ اور شیث بن ربعی وغیرہ شیعہ نے بایں طور پر خط لکھ کر روانہ کیا۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدِ اخْضَرَّتِ الْجَنَّاتُ وَاَیْنَعَتِ الثِّمَارُ فَاقْدِمْ عَلَیْنَا لَکَ جُنْدٌ عَلٰی جُنْدٍ وَالسَّلَامُ (یعنی بعد حمد و صلوات کے تحقیق صحرا و بیابان سبز و خورمی میں ہیں۔ اور درخت میوہ جات بارور ہیں۔ پس آپ ہماری طرف تشریف لائے۔ کہ فوج کثیر آپ کی نصرت و امداد کے لئے مہیا ہے اور شب روز انتظار کرتے ہیں الخ) نیز کتاب مذکور ص۵۶ میں لکھا ہے۔ کہ جب امام علیہ السلام کو راستہ میں خبر شہادت امام مسلم کی ہوئی۔ تو آپ نے تمام لشکر جمع کیا اور فرمایا۔ وَقَدْ خَذَلَنَا شِیْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْیَنْصَرِفْ

فی غَیرِ حَرَجٍ لَیسَ عَلَیہِ ذِمَامٌ الخ اس عبارت سے صاف معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ذلیل و خوار کرنے والے شیعہ ہی لوگ تھے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا۔ کہ بیشک ہمیں ہمارے شیعہ نے بلا کر خوار کیا۔ اور نفرت سے ہاتھ اٹھالیا پس اب جو چاہے واپس چلا جائے۔ جو چاہے ہمارے ساتھ رہے۔ جو چلا جائے اسے کوئی حرج نہیں ہو گا۔ اس کے آگے لکھا ہے۔ کہ امام صاحب سے یہ بات سنکر بہت سے دنیا پرست لوگ آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آئے انہوں نے شہادت پائی امام علیہ السلام نے بعد نماز جو خطبہ پڑھا۔ اس میں یہ الفاظ تھے۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِیْ کُتُبُکُمْ وَاِنْ کُنْتُمْ کَارِھِیْنَ لِمَقْدَمِیْ اِنْصَرَفْتُ عَنْکُمْ۔ اے اہل کوفہ میں نہیں آیا۔ مگر جب تمہارے بہت نامے میری طلب کو پہنچے۔ اگر تم عہد و پیمان پر ثابت ہو۔ تو تازہ عہد کرو۔ تاکہ مجھے اطمینان ہو۔ اور اگر تم میرے آنے سے منکر ہو تو میں جہاں سے آیا ہوں وہاں پھر لوٹ جاؤں الخ۔

شیعہ کا ایک خط

شیعہ کی مستند کتاب جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ میں ایک خط شیعہ کوفہ کا بدیں مضمون مسطور ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ نامہ سلیمان بن صرد و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر اور جمیع شیعیان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ آپ پر سلام خدا ہو۔ اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہیں۔ حمد کرتے ہیں۔ اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ کہ اس نے آپ کے دشمن جبار و معاند کو کہ بغیر رضامندی امت ان پر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا اور وہ بجور و عدوان امت پر حاکم ہوا۔ اور ان کے اموال میں ناحق تصرف کیا۔ اور نیکان امت کو قتل کیا۔ اور بداطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا۔ اور اموال خدا کو مالداروں اور جباروں پر تقسیم کیا۔ خدا اسے

نفرین کرے - جس طرح قوم ثمود پر نفرین کی - اور واضح ہو - کہ اس وقت ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں - پس آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیے - کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں - شاید اللہ تعالےٰ حق کو آپ کی برکت سے ظاہر کرے - اور نعمان بن بشیر حاکم نہایت ذلیل و خوار دار الامارۃ میں بیٹھا ہے - اور ہم جمعہ و عیدین کو وہاں پڑھنے نہیں جاتے ہیں اور جب آپ کی خبر تشریف آوری کی ہم کو ملے گی تو ہم اسے کوفہ سے نکال دینگے -

دوسرا خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہے - اما بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں ہوا خواہوں کے پاس تشریف لائیے - کہ جمیع مردان ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں - البتہ بہ تعجیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لائیے - والسلام جلاؤ العیون صہ ۴۳۱

امام حسین علیہ السلام کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ - یہ خط حسینؑ بن علیؑ کا مومنوں مسلمانوں شیعیان کیطرف ہے - اما بعد بہت قاصدوں اور بیشمار خطوط آنے کے بعد جو تم نے مجھے خط ہانی و سعید کے ہاتھ بھیجا مجھے پہنچا - تمہارے سب خطوط سے مطلع ہوا - تم نے سب خطوط میں مجھے لکھا ہے - کہ ہمارا کوئی امام نہیں - آپ بہت جلدی تشریف لائیے - خدا آپ کی برکت سے ہم کو بحق ہدایت کرے - واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم و محل اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں - اگر مسلم مجھے لکھیں - کہ جو تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے - بمشورہ عقلاء و دانایان و اشراف

وبزرگان قوم لکھا ہے۔ اسیوقت میں انشاء اللہ بہت جلدی تمہارے پاس چلا آؤنگا میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں امام وہی ہے۔ جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اور آیت قیام کرے۔ اور قدم جادۂ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے (جلاؤ العیون ص۲۳۱) اس تمام خط وکتابت کے پڑھنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ شیعان کوفہ نے کس منت وسماجت سے ارادتمندانہ اور مخلصانہ خطوط لکھکر امام علیہ السلام کو بلوایا۔ اور آخر انہی بلانے والے مخلص شیعوں نے آپ کو تیغ جفا سے شہید کیا۔ جیساکہ جلاؤ العیون جلد ۲ ص۴۸۹۔ میں تصریح ہے۔ پس بیس ہزار مردم عراقی نے امام حسینؑ سے بیعت کی تھی۔ خود انہوں نے شمشیر امام حسین پر کھینچی۔ اور تلوار بیعت ہائے حسین ان کی گردنوں میں تھی۔ کہ امام حسین کو شہید کیا۔ اسی کتاب کے ص۴۶۹ میں لکھا ہے۔ کہ امام نے شیعان کوفہ کو میدان کربلا میں کہا۔ کہ تم نے مجھے طلب کیا۔ اور اظہار ہمت کے دم بھرے اور اب میری جان کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ اور حالانکہ میری طرف سے کوئی ابتک بیوفائی کی بات بہ نسبت تمہارے واقعہ نہیں ہوئی۔

ماتم حسینؑ کی ابتداء

کتب شیعہ میں اس امر کی بھی تصریح ہے۔ کہ امام مظلوم کو شہید کردینے کے بعد ماتم حسینؑ کرنے والے بھی وہی آپ کے قاتل شیعہ غداران کوفہ تھے۔ چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم ص۳۸۲ میں ہے کہ جب امام صاحب شہید ہوگئے۔ تو اہل کوفہ وغیرہ نے اس قدر ماتم کیا۔ کہ کسی کو ضبط کرنے کی تاب نہ رہی فَجَعَلَ اَهْلُ الْكُوفَةِ يَنُوحُونَ وَيَبْكُونَ تب ابن حسینؑ نے فرمایا۔ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بِصَوْتٍ ضَئِيلٍ اَتَبْكُونَ مِنْ اَجْلِنَا فَمَنْ ذَا الَّذِي قَتَلَنَا۔ یعنی جب شیعان کوفہ نے ماتم برپا کیا تو فرمایا زین العابدینؓ نے باریک آواز سے اب تم لوگ روتے اور چلاتے ہو ہمارے لئے یہ تو بتاؤ کہ ہمیں ذبح کس نے کیا۔ (یعنی تم ہی تو ہمارے

قاتل ہو پھر رونے اور چلانے کے کیا معنے) اسی کتاب کے صہ۸۱ میں ہے۔ کہ
حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ ثُمَّ اِنَّ کُلْثُوْمَ اَطْلَعَتْ
رَاْسَهَا مِنَ الْمَحْمِلِ وَقَالَتْ لَهُمْ مَه یَا اَهْلَ الْکُوْفَةِ تَقْتُلُنَا رِجَالُکُمْ
وَتَبْکِیْنَا نِسَاءُکُمْ فَالْحَاکِمُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْفَصْلِ الْقَضَا یا (یعنی
مائی صاحبہ ام کلثوم نے محل سے اپنا سر نکال کر فرمایا۔ کہ چپ رہو اے کوفیو۔
تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا۔ اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں۔ عجب ہے،
بروز قیامت ہمارے اور تمہارے درمیان خدا خود فیصلہ کرے گا۔ اور بدکرداروں
کو جہنم واصل کریگا) اخبار ماتم صہ۲۲ میں ہے۔ کہ حضرت امام زین العابدین نے
فرمایا۔ اَیُّهَا النَّاسُ نَاشَدْتُکُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّکُمْ کَتَبْتُمْ اِلٰی اَبِیْ
وَخَدَعْتُمُوْهُ (یعنی اے گروہ مردمان قسم ہے پروردگار کی تم سچ کہو۔ جو میں
کہتا ہوں۔ کہ تم نے کس قدر خط میرے والد بزرگوار کے نام تحریر کئے تھے پھر تم نے
میرے باپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ظلم وستم پر کمر باندھ لی۔

حضرت زینبؓ کا خطبہ

اخبار ماتم صہ۵۰ میں ہے۔ کہ حضرت زینبؓ نے جب اہل کوفہ کا رونا پیٹنا دیکھا۔ تو
آپ نے ایک خطبہ پڑھا۔ جس میں ان بیوفا شیعون قاتلان حسینؑ کو بددعا دیگئی
قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی اَبِیْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَیَا اَهْلَ
الْکُوْفَةِ اَتَبْکُوْنَ وَتَنْحَبُوْنَ اِیْ وَاللّٰهِ فَابْکُوْا کَثِیْرًا وَاضْحَکُوْا قَلِیْلًا (یعنی
فرمایا مائی صاحبہ نے بعد حمد وصلوٰۃ کے کہ اے اہل کوفہ اب تم روتے اور رقت
کرتے ہو۔ اللہ کی قسم روتے پھرو تم بہت اور تھوڑے ہنسو (یعنی ہمیشہ روتے
پیٹتے رہو اور ہنسی کبھی تمہارے نصیب نہ ہو کسی پنجابی شاعر نے مائی صاحبہ
کے خطبہ کا مضمون پنجابی شعروں میں حسب ذیل کیا ہے۔

مائی صاحبہؓ کی بددعا

جسدن ماتم قائم کیتا کوفیاں بے ایماناں
خاطر کارن اہل البیتاں کھولیاں خوب باناں

کھلیاں ہابیں وین الائے ماتم سخت اُٹھایا
مرثیہ پڑھدے ڈھول وجاندے ہر ہے شور مچایا

بھین امام حسینؓ ولیدی سُنکے ایہ فرماوے
کہیا شور کرکارا ہوکو وچ کنا ندے آوے

ماتم والیاں بول الایا سُن توں سید زادی
دین دنبیدی اندر دائم عزت رہے تسادی

ماتم ویر تیرے دا کردے روندے زاروزاری
بی بی کہیا چپ کرو تاں دساں حقیقت ساری

سُن کے سخن ہوئے اوہ ساکت بی بی نے فرمایا
واہ سبحان اللہ کیا مطلب بی بی کھول سنایا

میں تعریف کراں اس بدی جس نبی ملک وسایا
پڑھاں درود رسول اللہ تے جیسدا شان سوایا

جس نے سچیاں خبراں سب تھیں ظاہر کر دکھلایاں
جس نے خبراں صبر والیاں سانوں کھول سنایاں

کراں دعا خداوندا گے سچے دلوں زباناں
شالا روندے پٹدے جاو سارے اس جہانوں

خوشی تسانوں کدی نہ ہووے نا رب کدی ہساوے
روز حشر تک وقت تساڈا انہویں رب لنگھاوے

ہئی دعا قبول مائی دی کیتی پاک الٰہی
دیکھو ہن تک سارا ٹولہ ہے اندر گمراہی

ہر سال جدھے ایہہ ماتم کردے رب تھیں مل نہ ڈردے
دل وچ ہتک امام مکرم حسرت حسرہ کردے

پہلا ماتمی یزید ہے

اخبار ماتم میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ سب سے اول ماتم یزید عنید کے گھر ہوا۔ اس لئے ماتم گویا یزید کی سنت ہے۔ باقی سب ماتمی اس کے متبع ہیں۔ چنانچہ اخبار ماتم صفحہ ۹ میں ہے۔ لَمَّا جَلَسْنَا بَيْنَ يَزِيدَ رَقَّ لَنَا وَالْطَفَنَا وَاَمَرَ بِاَهْلِ بَيْتِ حُسَيْنٍ اَنْ يَدْخُلُوا دَارَهُ فَلَمَّا اَنْ خَلَتِ النِّسْوَةُ دَارَ يَزِيدَ لَمْ يَبْقَ مِنْ آلِ مُعَاوِيَةَ وَاَبِيْ سُفْيَانَ اَحَدٌ اِلَّا اسْتَقْبَلَهُنَّ بِالْبُكَاءِ وَالصُّرَاخِ وَالصِّيَاحِ وَالنِّيَاحَةِ عَلَى الْحُسَيْنِ وَخَرَجَتْ هِنْدَةُ حَتّٰى شَقَّتِ السِّتْرَ وَهِيَ حَاسِرَةٌ فَقَالَتْ يَا يَزِيدُ رَأْسُ بْنِ فَاطِمَةَ مَصْلُوبٌ عَلٰى فِنَاءِ بَابِيْ فَوَثَبَ اِلَيْهَا

يَزِيدُ فَغَطَّاهَا وَقَالَ نَعَمْ فَاعْوِلِي عَلَيْهِ يَاهِنْدَةُ وَالْقِيْنَ مَا عَلَيْهِنَّ مِنَ الثِّيَابِ وَالْحُلِيِّ وَاَقِمْنَ الْمَاتَمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ اَيَّامٍ وَجَلَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ يَنُوحُوْنَ وَيَبْكُوْنَ فَقَالَتْ زَيْنَبُ مَاهٰذَا الْبُكَاءُ فَقَالُوْا لِاَجْلِ اَخِيْكِ وَاَشَارَتْ اِلَى النَّاسِ اُسْكُتُوْا فَسَلَتِ الْاَجْرَاسُ وَارْتَعَدَتِ الْاَنْفَاسُ فَقَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ (جب اہل بیت یزید کے سامنے لائے گئے۔ بڑی نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ اور اہل بیت کے لئے حکم کیا۔ کہ میرے گھر داخل کئے جائیں۔ جب مستورات یزید کے گھر داخل ہوئیں۔ بنو سفیان کی تمام عورتیں رونے چیخنے لگیں۔ اور امام حسین پر نوحہ شروع کر دیا۔ ہندہ زوجہ یزید پردہ پھاڑ کر برہنہ بدن باہر نکل پڑی۔ اور کہنے لگی۔ اے یزید کیا جگر گوشۂ فاطمہ رضؓ (حسینؓ) کا سر مبارک نیزہ پر تانا ہوا میرے گھر کے دروازہ پر رکھا ہوا ہے۔ یزید اپنی عورت کے پاس کود کر گیا۔ اور اسکو کپڑوں سے ڈھانکا۔ اور کہا ہاں۔ تم اس پر ماتم کرو۔ کپڑے اور زیور اس پر اتار پھینکو۔ اور تین دن صف ماتم بچھائے رکھو۔ اس پر اہل کوفہ ماتم کرنے اور رونے پیٹنے لگے۔ تو حضرت زینبؓ (ہمشیرہ امام حسین) نے کہا یہ شور و فغان کیسا ہے لوگوں نے کہا تمہارے بھائی کا ماتم ہے۔ بی بی صاحبہ نے کہا۔ چپ کرو۔ گھڑیال چپ کرائے گئے اور شور بند ہوا۔ تو آپ فصیح و بلیغ خطبہ پڑھنے لگیں (جس میں بددعا کی گئی) شیعہ غور کریں۔ کہ وہ ماتم کرنے میں کسی کی اتباع کرتے ہیں۔ اور پہلا ماتمی کون شخص ہے۔ اور کس کے گھر سے پہلے یہ رسم شروع ہوئی۔ جب شیعہ کی معتبر کتب میں تصریح ہے۔ کہ ماتم کرنیوالوں کا پہلا امام یزید عنید ہے۔ تو اُن کو شرم کرنا چاہئے۔ کہ کس کی تقلید کر رہے ہیں ایک شاعر نے کیسا عبرت آموز مضمون اس کے متعلق نظم میں بیان کیا ہے ؎

نظم اُردو

بے ادب کون تھا اور ظلم کمایا کس نے	ابن حیدر کو تھا کوفہ میں بلایا کس نے

کس نے خط بھیجے ذرا دیکھو کتابیں اپنی — سچ کہو جھوٹ نہ کہنا کہ رلایا کس نے

آل سرورؑ کے دلانے پہ چلا کر خنجر — دشت پر کرب و بلا میں تھا لٹایا کس نے

وہ حسین ابن علیؑ لخت جگر پاک نبیؐ — نور زہراؓ کی شعاعوں کو بجھایا کس نے

تھا جو گلزار محمد کا تازہ پودا — آتش جور و جفا سے تھا جلایا کس نے

فخر اسلام کو بل یوسف ثانی کو وہاں — قتل کر رتبۂ اسلام گھٹایا کس نے

قتل احمد تھا وہ لاریب جو تھا قتل حسینؑ — سچ کہو خون پیغمبر کا بہایا کس نے

کس نے تشنوں پہ کیا بند تھا پانی پینا — بہتی ندیوں سے تھا پھر مار ہٹایا کس نے

خانہ زہرا کے جلانے کی ہے تہمت کن پر — خیمہ کو کرب و بلا میں تھا جلایا کس نے

حضرت فاطمہؓ زہرا کے جگر کی دولت — دشت پر خار میں لی لوٹ لٹایا کس نے

ایک کو ایک سے دعوے تھا محبت بڑھکر — حیف اس عہد محبت کو بھلایا کس نے

اہل تطہیر جو تھیں پردہ نشیناں امام — دربدر خاک بسران کو پھرایا کس نے

گھر میں بیٹھے تھے بہ آرام جو مردان خدا — لکھ کے خط مکہ سے تھا انکو بلایا کس نے

پر جبریل کے سایہ میں جو رہتے تھے سدا — خاک اور دھوپ میں تھا انکو گرایا کس نے

ہوگیا تیروں سے چھلنی تھا وہ جسم اطہر — روش نورانی پہ تھا گھوڑا دوڑایا کس نے

بوسہ گاہ پاک محمد جو تھے انور شفتین — پے بہ پے لکڑی کو تھا ان پہ چلایا کس نے

دوش سرور پہ سواری تھے جو کرتے رہتے — زیر پاؤں کے گرا ان کو روندایا کس نے

دیگر

یہ تھا شیعان علی کا سب جور و جفا — ہے جو انکی معتبر کل کتب میں لکھا ہوا

دیکھ لو تم کوفہ کے وہ جملہ شیعان علیؓ — قلب کے کوڑھی تھے وہ اور پر دغل تھے وہ سوا

جلتے سب خطوات پر جن کے محبان حسین — روتے ہیں اور سینہ کوبی سے نہیں ٹلتے ذرا

کام انکا ہے یہی ابار اور اجداد سے — جل بسینگے اس جہاں سی کرتے یہ آہ و بکا

ایک اور دلیل

ماتم کے ناجائز ہونے پر ایک اور روشن دلیل یہ ہے۔ کہ قرآن کریم پارہ ۲ میں ہے

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ (یعنی جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوں۔ انکو مردے مت کہو، نیز پارہ ۴ میں ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا (یعنی جو خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں اُنکی نسبت مُردے ہونے کا گمان بھی نہ کرنا پھر سید الشہدا کو مردہ قرار دیکران کا ماتم کرنا ... کی ان آیات کی تکذیب کرنا ہے۔ تعزیہ کے عدم جواز پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ صہ ۳۷ میں ہے مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالاً فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ (یعنی جس شخص نے کسی قبر کی تجدید کی۔ یا اس کی مثال بنائی۔ وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔) جب بحکم حدیث قبر کی تجدید یا اس کی مثال بنانا بھی کفر ہے تو پھر تعزیہ بنانا بطریق اولٰے موجب ضلالت ہوا۔

شیعہ کا استدلال

جب قرآن وحدیث اور کتب شیعہ پیٹنے اور سینہ کوبی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور شیعہ کو اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ تو بقول اَلْغَرِيقُ يَتَشَبَّثُ بِالْحَشِيشِ (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا)، وہ عجیب مضحکہ خیز دلایل پیش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو جب بشارت فرزند کی دی گئی۔ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا (اس نے منہ پر ہاتھ رسید کیا)، اس سے پیٹنے پر استدلال کیا جاتا ہے۔ کوئی ان عقل کے اندھوں سے پوچھے۔ کہ فرزند پیدا ہونے کی بشارت ملنے پر لوگ خوشی کیا کرتے ہیں۔ یا ماتم۔ دوسری جگہ بیوی صاحبہ کے ہنسنے کا بھی ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ماتم کا ایک طریق ہنسنا کودنا بھی ہے ؎ آفریں باد برین عقل و برین دانش تو۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ عورتوں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب وہ بات کرنے لگتی ہیں۔ منہ پر ہاتھ رکھ لیتی ہیں۔ اس دستور کے مطابق بیوی صاحبہ نے منہ پر ہاتھ رکھا حالانکہ آپ کو اس بشارت کے ملنے سے کمال مسرّت تھی۔ اور وہی قلبی مسرت اُنکے ہنسنے کا

باعث ہو سکتی ہے۔ لیکن شیعہ کی خوش فہمی قابل داد ہے۔ کہ اس سے جواز ماتم پر ثبوت استدلال کیا جاتا ہے۔

دوسری دلیل

شیعہ کی دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ یعقوب علیہ السلام فراق یوسف میں بہت روئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ (یعقوب علیہ السلام کی دونوں آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔ اور انکو بہت رنج تھا) معلوم نہیں اس آیت میں رونے پیٹنے کا کس لفظ سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اور کس لفظ کا معنے رونا پیٹنا لیا جاتا ہے۔ یہ آیت ان کی دلیل نہیں۔ بلکہ انکی صریح تردید ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ حضرت یعقوب کو یوسف کے فراق کا اس قدر رنج و غم تھا۔ کہ غم کی وجہ سے انکا دماغ کمزور ہو کر بصارت جاتی رہی تھی۔ اگر شیعہ کا خیال صحیح ہو۔ تو مِنَ الْحُزْنِ کی جگہ مِنَ الْبُكَاءِ وَالصُّرَاخِ ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ آیت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر رونا پیٹنا بصارت کے زوال کا باعث ہوتا۔ تو آج دنیا کے کل ماتمی شیعہ جو ہر سال نہیں۔ تو سال میں ایک دفعہ تو اس قدر پیٹا کرتے ہیں۔ کہ نمونہ محشر برپا ہو جاتا ہے۔ تمام اندھے نظر آتے۔ حالانکہ ہم نے کوئی ماتمی ماتم کیوجہ سے اندھا ہوا ہوا نہیں دیکھا۔ یہ اس امر کا صریح ثبوت ہے۔ کہ ماتمی لوگوں کے دلوں میں رنج و غم کا اثر ذرہ بھی موجود نہیں ہے۔ ان کا یہ گریہ و بکا، انکی سینہ کوبی و طمانچہ زنی صرف چاول پلاؤ و ٹر خانے کی خاطر ہے۔ اور بس۔ اگر شیعہ لوگ اسموقع پر دیگ نہ پکایا کریں۔ تو مجلس ماتم میں اُلّو بولا کریں۔ صرف پلاؤ زردہ کی خاطر مراثی۔ قلندر۔ مسلی وغیرہ ماتم حسین کے بہانہ سے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مجلس کی رونق ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ کارنامۂ یزید کو اس شان و شوکت سے ہمیشہ تازہ کیا جاتا ہے کہ روح یزید کو اس سے کمال خوشی ہوتی ہوگی اور

یوں تو ذاکروں۔ مرثیہ خوانوں پر یزید علیہ ما علیہ کا ایسا احسان عظیم ہے۔ کہ اس کا شکریہ ان سے ادا ہونا محال ہے۔ اگر یزید لعین یہ کرتوت نہ کرتا۔ تو ان ٹکر گداؤں کو کون پوچھتا ماہ محرم ان لوگوں کے لئے گویا ماہ عید ہوتا ہے۔ پہلے سے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ بیاضیں لئے رات بھر مرثیے یاد کیا کرتے ہیں۔ حلق سوار تے منہ بناتے اور تال سُر لپکاتے رہتے ہیں۔ ادھر ماہ محرم نمودار ہوا۔ ادھر ان پر چاندی برسنے لگی۔ جا بجا انکی آؤ بھگت ہونے لگتی ہے۔ روٹیاں مفت کی ملتی ہیں۔ اور روپے پیسے الگ۔ ان کو یزید کے نام کی ماہ بماہ شرینی دینی چاہئے۔ اور اس کے نام کا سجدہ کرنا چاہیئے۔ غرض کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ ماتم کی رسم کس پیغمبرؑ یا کس امامؑ یا ولی کی ایجاد ہے اگر یہ ماتم باعث ثواب ہوتا۔ تو ائمہ معصومین اس سے محروم نہ رہتے۔ جب کسی امام نے ایسا نہیں کیا۔ تو اس کو شیطانی ایجاد سمجھنا چاہیئے۔ خدا کرے۔ شیعہ حضرات اس بدعت سینہ سے باز آجائیں۔ اور سال بسال سوانگ بنا کر توہین اہل بیت کی کرنے سے اجتناب کریں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔

اصحاب ثلثہ کے نام پر فرزندان علیؑ کے نام

کتب معتبرہ تواریخ فریقین سے ثابت ہے۔ کہ جناب امیر نے اپنے ایک صاحبزادہ کا نام ابوبکرؓ رکھا جو لیلےٰ بنت مسعود کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ایک صاحبزادہ کا نام عمرؓ رکھا۔ جو حبیبہ بنت ربیعہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ایک کا نام عثمانؓ رکھا جو ام البنین بنت خرام بن خالد سے متولد ہوئے تھے ایک صاحبزادی کا نام ام المومنین زوجہ رسول خدا ہر کے نام پر میمونہ رکھا دوسری دو صاحبزادیوں کے نام رقیہ و ام کلثوم رکھا۔ جو رسول پاک کی دو صاحبزادیوں کے نام تھے۔ جو حضرت عثمان رضؓ کی زوجیت میں آئی تھیں۔ ایسا ہی حضرت حسنؑ نے ایک صاحبزادہ کا نام ابوبکر رضؓ رکھا۔ جو آپ کی منکوحہ

اہلیہ سے تھا۔ ایک کا نام عمرؓ رکھا جو آپ کی جاریہ (کنیز) کے شکم سے پیدا ہوا تھا
یہ دونوں حضرت امام حسینؓ کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ علی ہذا
القیاس امام زین العابدینؒ نے بھی اپنے ایک فرزند کا نام عمرؓ رکھا۔ اور حضرت
امام موسےٰ کاظم نے بھی اپنے ایک صاحبزادے کا نام عمرؓ اور ایک کا نام ابوبکرؓ
رکھا۔ حضرت امام رضا نے اپنی دختر کا نام عائشہ رکھا۔ اور حضرت امام علی نقیؓ نے
بھی اپنی نور چشمی کا یہی نام رکھا۔ اب شیعہ حضرات سے ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ
کہ اگر جناب امیر علیہ السلام اور ان کے فرزندانِ گرامی کو حضرات ثلاثہ اور ازواج
مطہرات سے محبت و پیار نہ تھا۔ تو اپنی اولاد کے نام اُنکے ناموں پر کیوں رکھے۔
قاعدہ کی بات ہے۔ کہ فوت شدگان سے جو بزرگ واجب الاحترام اور ذی شرافت
سمجھا جاتا ہے۔ اس کا نام تبرّکاً اولاد کا رکھا جاتا ہے۔ کوئی شخص دشمن کے نام
پر اپنی اولاد کا نام نہیں رکھے گا۔ چنانچہ واقعہ کربلا کو مدتیں گذر گئیں لیکن اب تک
کسی مسلمان نے اپنے فرزند کا نام یزید یا شمر نہیں رکھا۔ یہ ایک ایسی زبردست
دلیل ہمارے ہاتھ میں فضیلت و عظمت اصحاب ثلاثہ ثابت کرنے کے لئے ہے جس کا
کوئی جواب شیعہ سے قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ بس تمام نزاع کے فیصلہ کے
لئے یہی ایک بات کافی ہے۔ بشرطیکہ شیعہ اصحاب میں کوئی صاحبِ انصاف
موجود ہو ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دِل کا — بس اِک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دِل کا

حضرت امیر معاویہ

شیعہ صاحبان امیر معاویہ کو بہت کوستے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جناب امیر علیہ
السلام سے جنگ کی۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ ناگوار واقعہ طرفین کی اجتہادی
رائے کی وجہ سے ہوا۔ وہ باہم جدی بھائی تھے۔ اصحاب رسولؐ تھے۔ حضرت
معاویہؓ کاتب وحی بھی تھے۔ حضور کے سالا بھی تھے۔ آپ کی شان میں بہت

سی احادیث وارد ہیں۔ حضور سے آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ پھر اس ایک واقعہ سے۔ جس کا خاتمہ صلح پر ہوا۔ آپ کو برا کہنا۔ اپنے نامۂ عمل کو سیاہ کرنا ہے۔ بھائیوں کے درمیان تنازعات ہوا کرتے ہیں۔ اور صلح وصفائی بھی ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن ایک اجنبی شخص کا حق نہیں ہے۔ کہ اس تنازعہ کی وجہ سے ایک کو برا بھلا کہے۔ حضرت یوسف پر ان کے بھائیوں نے کس قدر مظالم توڑے اور تکلیف دی تھی۔ لیکن آخر یوسف ؑ نے ان کی خطا کو معاف کر دیا۔ باہم بغلگیر ہوئے۔ ایسا ہی یہ واقع ہے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس بارہ میں کیا فتوے دیا ہے۔ ان کو مسلمان اپنا بھائی قرار دیا ہے یا کافر ومنافق۔ اور ان کو لعن وطعن کرنے کا حکم دیا ہے۔ یا اس سے منع فرمایا ہے سو آپ نے ایک گشتی چٹھی پر خط خاص تحریر فرما کر مختلف بلاد و امصار میں شائع کی تھی۔ جو نہج البلاغۃ مطبوعہ طہران ص۲۲۶ میں ہے درج ذیل کی جاتی ہے۔ جس سے امیر علیہ السلام کے خیالات کا پتہ ملتا ہے۔ جو امیر معاویہ اور ان کی جماعت کی نسبت بعد واقعہ جنگ تھے۔ وَمِنْ کِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهٗ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقْتَصُّ بِهٖ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَهْلِ صِفِّيْنَ وَكَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اِنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَّدَعْوَتَنَا فِى الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَّلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ بُرَآءُ (ترجمہ۔ حضرت علی ؓ نے ایک دستخطی چٹھی لکھ کر مختلف بلاد وامصار میں مشتہر فرمائی اس میں جنگ صفین کا واقعہ یوں درج تھا۔ کہ ہمارے معاملہ کی ابتدا یوں ہے۔ کہ ہماری اور اہل شام کی آپس میں جنگ چھڑ گئی اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ہم دونوں فریق کا ایک خدا اور ایک رسول ہے۔ اور ہمارا اسلام میں دعوٰے بھی ایک رہا ہے۔ ہم اُن سے دربارہ اعتقادات توحید و رسالت میں کچھ زیادتی نہیں چاہتے اور نہ اس بارہ میں وہ ہم سے کچھ زیادتی کے طالب ہیں۔ بات ایک ہی ہے۔ اختلاف صرف خون عثمان کے متعلق

تھا۔ حالانکہ ہم اس الزام سے بری ہیں) حضرت امیر علیہ السلام کا یہ مکتوب امر متنازعہ کے متعلق ایک قاطع النزاع صریح فیصلہ ہے۔ کہ آپ نے اس میں بالتصریح تحریر فرمایا۔ کہ ہمارا اور اہل شام (حضرت معاویہ اور انکے گروہ) کا اسلام اور ایمان کے بارہ میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ وہی خدا اور رسول ان کا ہے جو ہمارا ہے۔ اور اسلام بھی ہر ایک فریق کا ایک ہی ہے۔ اور اعتقادات میں بھی کوئی نزاع نہیں ہے۔ ہم ان کو توحید و رسالت میں کامل الایمان سمجھتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہی ہم کو بھی سمجھتے ہیں۔ ہمارا اور ان کا اختلاف صرف یہ تھا۔ کہ انہوں نے اپنے خیال میں حضرت عثمان کے قتل کا ذمہ وار ہمیں قرار دیا حالانکہ ہم اس الزام سے بالکل بری الذمہ ہیں۔ بتلائے ایسے صریح فیصلہ کے بعد حضرات شیعہ ہم سے کیا ثبوت چاہتے ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام جن سے جنگ ہوئی وہ تو تمام اسلامی عقاید میں امیر معاویہ کو اپنے جیسا پکا مسلمان سمجھتے ہیں لیکن شیعہ صاحبان برخلاف فیصلہ جناب امیر ان کو منافق و کافر قرار دیتے ہیں۔ اب ناظرین خود ہی انصاف کریں۔ کہ قول امیر کو معتبر سمجھا جائے۔ یا شیعہ کے بکواس کو۔ ہر ایک منصف شخص اس مکتوب کے پڑھنے کے بعد حضرت امیر معاویہ کو ایسا ہی کامل الایمان سمجھے گا۔ جیسے جناب امیر علیہ السلام انکو سمجھتے تھے۔ ہاں جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی ہے۔ وہ مجبور ہیں۔

اگر حضرت معاویہ معاذاللہ فاسق و منافق ہوتے تو حضرت امام حسنؑ ہرگز انکی بیعت نہ کرتے بلکہ تلوار اٹھا کر ان سے مقابلہ کرتے۔ جیسا کہ بعد میں امام حسینؑ نے یزید سے مقابلہ کیا۔ اہل انصاف کے لئے اس قدر بحث اس بارہ میں کافی ہے۔ ہاں ضد کا کوئی علاج ہی نہیں۔

وداء الضد لیس لہ دواءٌ

ولو کان المسیح لہ طبیبًا

شیعہ سے چند سوالات

ہم شیعہ اصحاب سے چند سوال کرتے ہیں۔ امید ہے کہ کوئی صاحب جواب با صواب سے مطلع کرینگے۔ اور اگر جواب نہ دے سکیں۔ اور ہرگز نہیں دے سکتے۔ تو خدارا راہ راست پر آجائیں۔ اور اصحاب رسول کی بدگوئی سے باز آجائیں۔

(۱) پہلا سوال اگر اصحاب ثلٰثہ معاذاللہ منافق و کافر تھے۔ ان کو اہل بیت سے بغض و عداوت تھی۔ تو جناب امیر علیہ السلام اور ان کے اہل بیت نے اپنی اولاد کے نام انکی اولادوں پر کیوں رکھے۔

(۲) اگر نعوذ باللہ وہ کافر و منافق تھے تو رسول پاک نے اپنی بیٹیوں کے ناطے انکو کیوں دیئے۔ اور انکی بیٹیاں اپنی زوجیت میں کیوں لیں۔ حالانکہ قران نے اس سے صریح ممانعت کردی ہے۔ کہ کفار کو ناطے دیئے جائیں۔ یا اُن سے لئے جائیں۔

(۳) اگر معاذاللہ وہ کافر و منافق تھے۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے اپنی بیٹی ام کلثوم کیوں حضرت عمرؓ کو نکاح کردی۔ اگر کہا جائے کہ انہوں نے جبراً چھین لی۔ تو آپ کی شجاعت و غیرت پر حرف آتا ہے۔ اگر رضامندی سے دی تو اُنکی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۴) اگر وہ منافق و کافر تھے۔ تو جناب رسولؐ پاک اور حضرت امیر نے ان سے لڑائی کیوں نہ کی۔ حالانکہ قرآن کا حکم ہے۔ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجے۔ اور قَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ اور کافروں سے قتال کیجئے تاکہ فتنہ مٹ جائے۔ اور دین حق پھیل جائے۔

(۵) جب بقول شیعہ اصحاب ثلٰثہ نے جناب امیر علیہ السلام سے خلافت چھین لی۔ فدک دبا لیا جناب سیدہ کی سخت ہتک کی۔ جناب امیر علیہ السلام نے کیوں

تلوار نہ اٹھائی۔ اگر کہو کہ صبر کیا۔ تو پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ امیر معاویہ سے کیوں جنگ کر کے صدہا مسلمانوں کی جانیں تلف کرائیں۔ اور پھر صبر کا حکم تھا۔ تو حضرت امام حسین نے کیوں یزید سے لڑ کر اپنی اور معصوم بچوں کی جانیں قربان کیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا (منافق لوگ نبی کی ہمسائگت میں زیادہ عرصہ ٹھہر نہیں سکیں گے۔) حالانکہ اصحاب ثلثہ زندگی میں جناب رسولؐ کے مصاحبِ خاص رہے۔ اور بعد وفات بھی انکو ایسی مجاورت (ہم نشینی) حاصل ہے۔ کہ دوبار آپ کے پہلو بہ پہلو سوئے ہوئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا

(۷) قرآن میں ہے۔ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو نہ بلاؤ دوست نہ بناؤ) تو جب بقول شیعہ اصحاب ثلثہ جناب رسولؐ اور جناب امیرؑ کے دشمن تھے۔ تو کیوں رسول پاک نے ان کو دوست بنائے رکھا۔ حتیٰ کہ سفر و حضر میں آپ کے رفیق رہے۔ اور پھر بعد وفات رسولؐ جناب امیر علیہ السلام کیوں ان سے یارانہ گانٹھے رہے اگر کہو۔ کہ بے بس تھے۔ تو پھر وہاں سے ہجرت کیوں نہ کی۔ جو ایسے موقعہ پر فرض ہو جاتی ہے۔

(۸) قرآن شریف میں ہے إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا (ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کو نصرت بخشا کرتے ہیں) اگر اصحاب ثلثہ مومن نہ تھے۔ تو کیوں نصرت الٰہی ہمیشہ انکے شامل حال رہی۔ قیصر و کسریٰ کی حکومت الٹ دی۔ ملک بھر میں سلطنت قائم ہوگئی۔ ہر ایک معرکہ میں مظفر اور منصور ہوئے حتیٰ کہ خلافت بھی انہی کو ملی۔

(۹) اگر خلافت اصحاب ثلثہ کی حق نہ تھی۔ تو حضرت شہر بانو بنت یزدجرد دختر شاہ فارس جو غنیمت میں مقید ہو کر آئی تھی۔ اور حضرت عمر نے امام حسین کو دے دی تھی۔ آپنے کیوں قبول کی جبکہ یہ غنیمت درست اور حلال ہی نہ تھی۔ تو امام معصوم نے کیوں عطیہ نادرست اور ناجائز میں تصرف کیا۔ جو منافی عصمت ہے۔

(۱۰) جب متعہ اتنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ کہ متعی مرد اور ممنوعہ عورت جب غسل

کرتے ہیں۔ تو ہر ایک قطرہ سے ستّر ستّر فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔ جو انکے لئے قیامت تک استغفار کیا کرتے ہیں۔ تو ایمہ اہل بیت کیوں اس کار ثواب سے محروم رہے کتب شیعہ سے ثابت ہے کہ کسی امام نے متعہ نہیں کیا۔

(۱۱) کتب شیعہ سے ثابت ہے کہ علی المرتضےٰ رضؓ کے تین فرزند جن کا نام ابو بکر رضؓ عمر رضؓ۔ عثمان رضؓ تھا۔ وہ بھی امام حسین کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے مرثیوں میں ان کا نام کیوں ذکر نہیں کیا گیا۔ جبکہ وہ علی المرتضےٰ کے فرزند جناب سیدہ کے بطن سے تھے۔ اور اپنے بھائی جناب امام حسین رضؓ پر انہوں نے اپنی جانیں قربان کر دی تھیں۔

(۱۲) کتب شیعہ میں تصریح ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن جمع کر کے اصحاب کو دکھلایا تھا۔ انہوں نے قبول نہ کیا۔ تو آپ نے کہا اب تم لوگ اس قران کو تا قیامت نہ دیکھو گے وہ قرآن اس وقت کہاں ہے۔ اگر وہ ہدایت خلق کے لئے تھا۔ تو اس کے اتنا عرصہ گم رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ اور ایسے قرآن سے مسلمانان عالم کو کیا فائدہ ہے۔ اگر امام غائب علیہ السلام نے اسکو چھپا رکھا ہے۔ تو کیا وہ کتاب ہدائیت چھپا رکھنے کے مجرم نہیں ہیں۔

مناقب حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صلوٰۃ بھیجو مومنوں مشکل کشا جمیّا
اس آن اندر ہو گیا جبریل بھی نازل
کعبے دی کندھی پھٹ گئی جمن کو لوں پہلے
بیشک معظم تر ہوئی پیدا ایش آپ دی
کعبے دی عزت ودھ گئی حیدر دے جمن نال
کعبے نہ پوچھ جس گھڑی آیا نبی سوہنا
فرمایا رسول نے انا مدینۃ العلم

تیرہ رجب کعبے دے بوچہ شیر خدا جمیّا
ہووے مبارک یا نبی تیرا بھرا جمیّا
حوراں سبھی آکھن نبی دا دلربا جمیّا
گھر گھر منادی ہو گئی اوہ خوشنما جمیّا
آکھے نبی اللہ دے گھر بحر سخا جمیّا
حوراں ملک آکھن سبھی اج پیشوا جمیّا
اور علیؓ بابھا کہا مرحبا جمیّا

شان کیسی مل گئی حسنین دے باپ نوں
کافراں دے دل ہلے دیکھ کر صورت علی

کرار حیدر صف شکن خنجر نما جمیا
کرم اللہ وجہہ مرد خدا جمیا

خاموش ہو تو پیر ظہور دامن طول نہیں کرنا
دامن پکڑ پنجتن دا راہ نما جمیا

واقعہ دردناک

جو کچھ نہ دیکھا تھا کبھی سب کچھ دکھایا عشق نے
مائی تساڈی فاطمہ خیر النساء بھائی حسن رض
نانا اساڈا مصطفے بابا علی شیر خدا
بھائی بھتیجے یار سب وچ کربلا دے پھڑکدے
حوض کوثر دے ہاں مالک حور غلماں سب غلام
پانی پیندے سب پرندے آدمی حیوان کل
تھی جو کربل وچ پیاسی سب وہ اولاد علی

مکہ مدینہ چھوڑ کے کربل رلایا عشق نے
سانوں اکیلا چھوڑ کے جنگل رلایا عشق نے
آئے اسیں ہتھ ظالماں قیدی کرایا عشق نے
صدقے میں جاں نواں ذات توں وہ رنگ دکھایا عشق نے
دنیا والا پانی یارو بند کرایا عشق نے
ساڈے وچ تقصیر کیا تسیاں کوہایا عشق نے
جام شہادت آپ کو بھر بھر پلایا عشق نے

صدقہ آل رسول آیا ہے در پہ ظہور
جس کو مجنوں اور دیوانہ بنایا عشق نے

شان آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ویکھو حسن حسین دی شان سیو
ہوئے دین تھیں جو قربان سیو

آل احمد تھیں میں واری صدقے گھولی جانیاں
کردا صفت ہے جیندی قرآن سیو
آل حضرت نوں پیاسہ ظالماں نے ماریا

اٹھدی بہندی ٹور دی پھڑی گیت اُسدے گانیاں
دیکھو حسن حسین رض دی شان سیو
دل تھیں ظالم کوفیاں نے خوف ربدا وساریا

تکی مول نہ سیدانڈی شان سیّو
پانی دے گھٹ واسطے حضرتؑ پائے واسطے
منیا اُنہاں نہ ایہ فرمان سیّو
حضرتِ معصوم اصغرنوں نہ ملیا آب سی
کوئی دم دے ہوئے مہمان سیو
گود اندر چالیا اصغرؑ نوں پھر حضرت حسینؑ
کیتنا اصغرؑ نے کی نقصان سیو
سُنکے یہ گل ظالمان نے ماریا اک کھچ کے تیر
اصغرؑ خلد نوں ہویا روان سیّو
گھر لٹایا راہ ربّ وچ حضرتِ شبیرؑ نے
صدقے اُس تھیں جان ایمان سیو
فاطمہؓ دا جان جانی کُٹھا ہائے بیگناہ
ہو یا نار دے وچ چالان سیّو
شاہ فرمایا اے شمر نہ کر قتل توں بے گناہ
روسن چھوٹے تے بال نادان سیّو
چلنا برحق ٹھیک ہے رہنا کسے ایتھے نہیں
کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانْ سیو
صدقے آل رسولؐ دے بخش دے اللہ قصور

ویکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
رحم آیا ظالمان نہ آئے اُس راستے
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
جاں لباں تے آگئی سی رہگئی نہ تاب سی
ویکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیو
دیکھ کے بچے دی حالت آہ نہ دلنوں چین
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
ہائے اُس معصوم اصغر دا گلا دتا سی چیر
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
بخشوائی اُمتِ عاصی تمامی پیر نے
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
شمر لعون ہوگیا وچ دین دنیا رُوسیاہ
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
ہاں ملاح اس پُور دا ہرگز نہ مینوں کر جدا
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
تخت اُتے بہن والے سو گئے اندر زمین
دیکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیّو
کر دا عرض ہے مولا دے اگے ایہ سیّد ظہور

مردے وقت ہو کلمہ روان سیّو
ویکھو حسنؑ حسینؑ دی شان سیو

ہادی دو جہانؐ

ہادی دو جہان دا وسدا شہر مدینے وچ
گھر ہے جس محبوب دا ہر مسلم دے سینے وچ

کیوڑے عطر پھلیل دی ہور گلاب روبیل دی
خوشبو سب موجود ہے اُسدے پاک پسینے وچ

ایہ ہے ماہ رمضان دا اللہ دے احسان دا
لُٹ لے ربدیاں رحمتاں مُسلم ایس مہینے وچ

مال اپنا قربان کر صدقے اپنی جان کر
باجھوں عشق رسُول دے لطف نہیں ہے جینے وچ

سفر عرب دا اندر لکھیاں ہووے تاں ہے روضہ ویکھ
ہند تھیں کوچ کراں میں یا رب اس شعبان مہینے وچ

مکّی مدنی عربی سائیاں اُڈ جھولی میں دتے آئیاں
پا دیں خیر یا حضرت مینوں کی پرواہ خزینے وچ

جسدے دل وچ کفر تے کینہ اوسنوں بھاوے نہ شہر مدینہ
ساری عمر گذارے بھیڑا کفر حسد تے کینے وچ

جے خواہش جنت جاوندی دیدار خدا دا پاوندی
لکھ نے نام محمد والا دل دے خاص نگینے وچ

عرش تے کُرسی لوح قلم تھیں نالے بیشک بیت حرم تھیں
اعلےٰ رتبہ وسی تھاندا حضرت جس زمینے وچ

ابوبکرؓ فاروقؓ غنیؓ و خادم بن جا شاہ علیؓ دا
دامن پھڑکے آل نبیؐ لنگ جا پار سفینے وچ

پیر فقیر ظہود نوں ساکن جلال پور نوں
ویہہ جمال کمال توں اپنے خاص خزینے وچ

نماز کا راز و نیاز

سی اک عورت وقت نبیدے صاحب نیک نصیبہ
پوری تابعدار نبی دی سُنتوں یار حبیبہ

خدمت وچ رسول اللہ دے شوقوں آوے جاوے
جو فرمان نبیدا ہووے اُس پر عمل کماوے

نال محبت ربدی طرفے دِل تھیں حاضر ہووے
دِل متوجہ ذوقوں شوقوں نیت نماز کھلووے

اس بی بی نے فضل الٰہوں حدایت پائی
خاوند اُسدا عقلوں خالی دینوں خبر نہ کائی

غم دے اندر رہے بیچاری رکھے چِت نمانا
خاوند میرے قہر الٰہوں دوزخ اندر جانا

خدمت اُدیوں راضی کر کے عرض کرے اُسنائیں
میرے واگوں نال محبت جے مسجد ول جاویں
باجھ نمازوں گند ابند ابھریا نال پلیدی
مدت پچھوں ل خاوند دے رحمت آن سمائی
آکھوس انشاء اللہ فجرے کراں نماز ادائی
عورت سنکر راضی ہوئی آکھوس صدقے جاواں
ایہو ایہہ گل رہی اسنوں خاوند نے فرمائی
آکھوس فجروں اوّل جیکر توں پوشاک لیاویں
راضی ہو کر دھوبی اُٹھیا لیساں اُجرت زیادہ
رتو راتی دھو کر اُس نے اوہ پوشاک سکائی
فکر پیا اُس عورت تائیں ویکھ مقدر چالا
رو کر حال سناون کارن پاس نبی دے آئی
عرض کیتوس تاں سنکر اگوں بولیا نبی ربانا
حُب نماز اندر اوہ مویا حکم دتا رب سائیں

اے پیارے توں پکڑ ہدایت دوزخ وچ نہ جائیں
روز قیامت ساتھ نبی دے عالی درجے پاویں
بخشش نہیں خدا دی اُسنوں نہیں شفاعت نبیدی
فضلوں صحبت نیکاں والی پتھر ہوون پانی
مگراں پاک پوشاک نہ میری اتنی بات سنائی
انشاء اللہ فجرے تینوں پاک پوشاک پہناواں
کپڑے اُسدے لے کے بیوی دھوبی دے گھر آئی
فرق نہ کرساں پورا دیساں جتنا حق بتاویں
فجروں اوّل پورا کرساں جو فرمان تساڈا
فوت ہویا خاوند اُسدا اجے پوشاک نہ پائی
شاید میرے خاوند تائیں ہن کی ہوگ حوالا
اس تھیں اوّل رب نبی نوں ساری خبر سنائی
فضلوں تیرے خاوند کارن اساں جناز ے جانا
وحی کھیا توں جھب جنازے اُسدی طرفے جائیں

سادات پر حضرت عمرؓ کا بھاری احسان

شیعہ سادات اگر احسان فراموش نہ ہوں - تو حضرت عمر رضؓ کے بارِ منت سے وہ قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتے - اگر حضرت عمر رضؓ بکمال ایثار حضرت شہر بانو حضرت امام حسین رضؓ کو نہ بخشدیتے - تو نہ امام زین العابدین کا وجود مسعود ظہور پذیر ہوتا - نہ اُنکی پشت سے سادات ہی پیدا ہوتے - یہ بھی معلوم ہو کہ اگر معاذ اللہ حضرت عمر رضؓ مسلمان نہ تھے - تو اُنکا بخشا ہوا مال غنیمت نہ حضرت علی رضؓ نہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو لینا حلال ہوتا - تو پھر حضرت شہر بانو کا نکاح بھی جائز نکاح نہ ہو سکتا تھا - اسلئے اس امر کے جوابدہ شیعہ سادات ہیں - کہ جب معاذ اللہ تزویج ہی صحیح نہیں تو اولاد کیسے رشید ہو سکتی ہے - غرض ہمارے شیعہ بھائی سوچیں کہ یہ بُرا عقیدہ حضرت عمر رضؓ کو کافر منافق سمجھنا کیا کچھ خرابیاں پیدا کرتا ہے - بھائیو سوچو! اور خوب غور کرو ٭

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ داماد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے

ایک روشن دلیل اس امر کی کہ حضرت عمر رض سے حضرت علی المرتضےٰ کو کمال محبت و پیار تھا۔ اور ان کے نزدیک انکی شرافت و نجابت مسلم تھی۔ یہ ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام اپنی دختر بلند اختر حضرت ام کلثوم کا رشتہ حضرت عمر کو دیکر نکاح کر دیا۔ اگر معاذ اللہ وہ منافق تھے۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے سیدہ ام کلثوم کو کیوں ایک منافق کو نکاح کر دیا! شیعہ اس امر سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت ام کلثوم بنت علی رض حضرت عمر رض کی تزویج میں آئیں۔ لیکن اس بارہ میں انکو سخت اضطراب لاحق ہوا۔ اسلیئے طرح طرح کی تاویلات رکیکہ سے کام لینے لگے۔ ایک روایت یہ وضع کیگئی کہ حضرت ام کلثوم جبراً چھین لیگئیں۔ جیسا کہ فروع کافی جلد ۲ صـ ۱۴۱ باب تزویج ام کلثوم میں ہے عن زرارۃ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ تَزْوِیْجِ اُمِّ کُلْثُوْمٍ فَقَالَ اِنَّ ذٰلِکَ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبْنَاہُ۔ ترجمہ زرارہ نے روایت کی کہ حضرت امام جعفر صادق رض سے دربارہ نکاح ام کلثوم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہمسے چھین لیگئی۔ دوسری روایت اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں یوں ہے:۔ عَنْ ہِشَامِ ابْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا خَطَبَ اِلَیْہِ قَالَ لَہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّہَا صَبِیَّۃٌ قَالَ فَلَقِیَ الْعَبَّاسَ فَقَالَ لَہٗ مَالِیْ اَبِیْ بَاْسٌ قَالَ فَمَاذَاکَ قَالَ خَطَبْتُ اِلٰی ابْنِ اَخِیْکَ فَرَدَّنِیْ اَمَا وَاللہِ لَاُعَوِّرَنَّ زَمْزَمَ وَلَا اَدَعُ لَکُمْ مَکْرُمَۃً اِلَّا ہَدَمْتُہَا وَلَاُقِیْمَنَّ عَلَیْہِ شَاہِدَیْنِ بِاَنَّہٗ سَرَقَ وَلَاَقْطَعَنَّ یَمِیْنَہٗ فَاَتَاہُ الْعَبَّاسُ فَاَخْبَرَہٗ وَسَاَلَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ الْاَمْرَ اِلَیْہِ فَجَعَلَہٗ اِلَیْہِ

ترجمہ ہشام بن سالم نے امام صادق سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب امیر سے ام کلثوم کا ناطہ طلب کیا گیا تو آپنے کہا کہ وہ چھوٹی لڑکی ہے۔ فرمایا پھر عمر رض عباس رض کو ملے اور کہا کیا مجھ میں کوئی نقص ہے! عباس رض نے کہا کیا بات ہے! عمر رض نے کہا میں نے ناطہ تمہارے بھتیجے (علی رض) سے مانگا۔ اُسنے انکار کر دیا۔ قسم کھاکر کہا میں زمزم کو لوٹا دونگا۔ اور تمہارے جملہ اعزاز کو مٹا دونگا۔ اور علی رض پر دو گواہ سرقہ کرنے کے گزار کر اسکے ہاتھ کاٹ دونگا۔ حضرت عباس رض حضرت علی رض کے پاس آئے۔ اور کہا اس ناطہ کا مجھے وکیل بنا دو۔ حضرت علی رض نے انکو اجازت دی اور نکاح ہو گیا۔ ان دو روایات میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی ہوا۔ لیکن پہلی روایت میں نہایت مکروہ لفظ (فرج) استعمال کر کے کہا گیا ہے۔ کہ ام کلثوم ہمسے جبراً چھین لی گئی تھی۔ دوسری روایت میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت علی رض ناطہ دینے پر اسلیئے مجبور ہوگئے کہ انکو دھمکی دیگئی۔ کہ تمہارے اعزاز چھین لیئے جائینگے

بلکہ تمہیں سرقہ کا اتہام لگاکر قطع ید کی سزا دیجائیگی - سو اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں - کہ یہ کبھی ہو سکتا ہے؟ اگر شجاعت مآب
فاتح خیبر حیدر کرار سے انکی صغیرۃ السن لڑکی جبراً چھین لی جائے - یا اُنکو ڈرا دھمکا کر ناطہ دینے پر مجبور کر لیا جائے - ایسا
تو کوئی کم حیثیت کمین شخص جولاہا - بھنگی بھی نہیں کریگا - کہ جیتے جی ڈر کر اپنی کمسن لڑکی دوسرے کے حوالہ کر دے -
یا بخوف سزا بدنی ایک غیر مستحق شخص کو بلا رضامندی خود لڑکی دیدے - ایسے موقعہ پر انسان سزا بدنی تو کیا جان دینا
گوارا کر لیتا ہے - لیکن یہ ذلت کبھی گوارا نہیں کرتا - کہ کوئی غیر شخص اسکی دوشیزہ کمسن لڑکی جبراً چھین لے - ہر ایک دانشمند
شخص قیاس کر سکتا ہے - کہ کوئی باغیرت بہادر شخص اس قسم کی ذلت کبھی قبول کر سکتا ہے؟ کلا و حاشا - یہ تمام
باتیں یار لوگوں کی من گھڑت ہیں - جو صلیت کو چھپانے کے لیئے وضع کی گئی ہیں - لیکن حق کبھی چھپانے سے چھپ نہیں
سکتا - اسی باب تزویج ام کلثوم میں ایک دوسری حدیث درج ہے - کَتَبَ عَلِیُّ ابْنُ اَسْبَاطٍ اِلٰی اَبِی جَعْفَرٍ ع
فِی اَمْرِ بَنَاتِہٖ وَ اَنَّہٗ لَا یَجِدُ اَحَدًا مِثْلَہٗ فَکَتَبَ اِلَیْہِ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَھِمْتُ مَا ذَکَرْتَ
مِنْ اَمْرِ بَنَاتِکَ وَ اَنَّکَ لَا تَجِدُ مِثْلَکَ فَلَا تَنْظُرْ فِیْ ذٰلِکَ رَحِمَکَ اللّٰہُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ قَالَ اِذَا جَاءَکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَہٗ وَ دِیْنَہٗ فَزَوِّجُوْہُ اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ
فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ کَبِیْرٌ - فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ ترجمہ علی بن اسباط نے امام محمد باقر ع کو اپنی لڑکیوں کے
بارہ میں لکھا - اور اسکو اپنے جیسا کوئی شخص نہ مل سکتا تھا - آپنے فرمایا میں نے تیرا مطلب سمجھا ہے - کہ تجھے اپنی رتبہ کا
داماد نہیں مل سکتا - مگر تم اس بات کی انتظارمت کرو - رسول ص نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص ناطہ مانگنے
آجائے جسکے اخلاق اور دینداری کا تمہیں اطمینان ہو - تو اُسے ناطہ دیدو - ورنہ زمین میں فتنہ اور بھاری فساد
کا اندیشہ ہوگا - اس حدیث کو تزویج ام کلثوم میں درج کرنے سے مطلب صاف یہ ہے کہ حضرت علی رض نے بھی چونکہ
حضرت عمر رض کے اخلاق و دینداری کو پسند کرتے تھے - اور ناطہ کے نہ دینے میں فتنہ و فساد کا اندیشہ تھا اسلیئے
اپنی خوشی سے انہوں نے نکاح کر دیا۔ شیعہ کی دوسری چال - نکاح ام کلثوم کے متعلق جب شیعہ حضرات کو سخت گھبراہٹ
پیدا ہوتی ہے - اور کچھ جواب نہیں بن سکتا تو ایک دوسری چال یہ چلتے ہیں - کہ ام کلثوم کا نکاح تو حضرت عمر رض سے ہوا لیکن
وہ ام کلثوم حضرت علی رض کی اپنی بیٹی نہ تھی - بلکہ بنت اسماء بنت عمیس اور حضرت علی رض کی ربیبہ تھیں - سو احادیث بالا میں
اس امر کی خاص تصریح ہے - کہ وہ حضرت علی رض کی اپنی دختر تھیں - اسی لیئے اول فرج غُصِبْنَہٗ کہا گیا - ورنہ
اسماء کی لڑکی اگر چھین لی جاتی تو جناب امیر ع اور انکے اہل بیت کو اسکی کیا شکایت تھی؟ اور حضرت عمر رض کو حضرت
علی رض سے خواستگاری نکاح اور طرح طرح کی ترغیب و ترہیب کی کیا ضرورت تھی؟ جب لڑکی نابالغہ تھی - تو لڑکی کے

ورثا کی اجازت سے نکاح ہو سکتا تھا - اور اسمیں کسی قسم کی کوئی دقت نہ تھی - اسمیں مطلق شک و شبہ نہیں ہے - کہ حضرت ام کلثوم حضرت فاطمۃ الزہرا کے بطن سے حضرت علیؓ کی دختر تھیں - اور نکاح حضرت علی المرتضےٰؓ نے بخوشی خود کر دیا - اسکے متعلق ہم شیعہ کی کتاب حدیث تہذیب الاحکام صفحہ ٣٨٠ سے دوسری حدیث تحریر کرتے ہیں :- عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ مَاتَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِیٍّ وَابْنُھَا زَیْدُ ابْنُ عُمَرَ ابْنُ خَطَّابٍ فِیْ سَاعَۃٍ وَّاحِدَۃٍ ترجمہ جعفر صادقؑ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ ام کلثوم بنت علیؓ اور اسکا بیٹا زید بن عمرؓ بن خطاب ایک ہی وقت میں فوت ہوئے - اس حدیث میں صاف بیان ہے - کہ حضرت ام کلثوم جو حضرت عمرؓ کی زوجہ محترمہ تھیں علی المرتضےٰؓ کی دختر تھیں - اور انکے شکم سے زید بن عمرؓ بن خطاب پیدا ہوا - اور ماں بیٹا دونوں ایکروز ایک ہی وقت میں فوت ہوئے تھے - اب جو لوگ کہتے ہیں - کہ ام کلثوم کا نکاح عمرؓ بن الخطاب سے ہوا تھا - وہ حضرت علی کی بیٹی نہ تھیں - اس حدیث سے انکی تکذیب ہوتی ہے - دوسری حدیث اسکی تائید میں ایک دوسری حدیث جو فروع کافی جلد ٢ صفحہ ٣١٠ و ٣١١ میں ہے پیش کیجاتی ہے :- عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللہِ عَنْ اِمْرَاَۃٍ تُوُفِّیَ عَنْھَا زَوْجُھَا اَیْنَ تَعْتَدُّ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا اَوْ حَیْثُ شَاءَتْ قَالَ بَلْ حَیْثُ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا صَلٰوۃُ اللہِ عَلَیْہِ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ اَتٰی اُمَّ کُلْثُوْمٍ فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَانْطَلَقَ بِھَا اِلٰی بَیْتِہٖ ترجمہ سلیمان بن خالد سے روایت ہے - کہا میں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاوے وہ عدت کہاں گذارے خاوند کے گھر میں یا جہاں اسکا جی چاہے - فرمایا جہاں جی چاہے - پھر کہا جب عمرؓ فوت ہو گئے حضرت علیؓ ام کلثوم کے پاس آئے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لیگئے - اس حدیث سے اس امر کا فیصلہ ہو گیا - کہ ام کلثوم زوجہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی بیٹی تھیں کیونکہ جب حضرت عمرؓ فوت ہو گئے - آپ جاکر ام کلثوم کو اپنے گھر میں لے آئے - اگر ام کلثوم آپ کی بیٹی نہ ہوتیں - تو آپ کی رضامندی کے بغیر انکا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوتا - تو باہمی تعلقات بالکل منقطع ہو گئے ہوتے - پھر انکو کیا پڑی تھی - کہ وفات شوہر پر انکو اپنے گھر لے آئیں - جب تحقیق بالا سے صاف ثابت ہو گیا - کہ ام کلثوم بنت علیؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے انکی رضامندی سے ہوا تھا اور بنت علیؓ اپنے شوہر حضرت عمرؓ کے گھر انکی زندگی بھر آباد رہی تھیں - ایک بیٹا زید بھی وہاں پیدا ہوا تھا - تو محبان علیؓ اگر واقعی امیر علیہ السلام سے محبت صادق ہیں تو پھر داماد علیؓ کو گالیاں دینا انکو مناسب نہیں - کیا شیعہ اس بات پر غور کرینگے ! ویسے تو شیعہ صاحبان کہا کرتے ہیں ؎

علی کو گو محمد پر شرف ہم دے نہیں سکتے ٭ مگر اپنے سے بہتر ڈھونڈ کر داماد کرتے ہیں

لیکن یہاں اس مقولہ کو بھول کر داماد علیؓ کو بجائے بہتر سمجھنے کے بدتر سمجھتے ہیں ؎

کچھ کام لینا اپنے بھی عقل و شعور سے ٭ خدمت یہ اتنی ہو سکی پیرزادہ ظہور سے

الحمد ہزار ہزار ادا یہ نسخہ چھپا تیار ہوا ۔۔۔ ہے کلمہ درود شریف اسمیں شریف رسول اللہ

اور شیعہ کے بھی عقائد ہیں سب ان کی کتابوں سے لکھے گئے ۔۔۔ لاحول ضرور پڑھیگا وہ جو مسلم اُنکو دیکھیگا

ہے پردہ اُٹھا اب باطل کا سب پیرِ ظہور کی کوشش سے ۔۔۔ جو عالم فاضل حاجی ہیں اور حافظ قاری مرد خدا

علامۂ دہر مجدد ہیں مفتی و محدث اور فقیہ ۔۔۔ سجادہ نشین مبلغ بھی ہیں عابد و زاہد صبح و مسا

سید ہیں بخاری نسب سے وہ پاکیزہ ترین ہیں حسب سے ۔۔۔ اور وعظ یکتا نازے ہوئے تعریف ہیں وہ کیا کہنا

حنفی المذہب پکے ہیں اور میر فقیر وہ بیشک ہیں ۔۔۔ خوش سیر چہرہ متبسم اور صورت سے ہیں خضر نما

وہ مظہر لطف و کرم ملجا و ماوٰے اعزیباں راہ نما ۔۔۔ جو انسے ملا انشاء اللہ وہ دونوں جہاں میں خوب رہا

داؤدی لحن کے مالک ہیں متشرع پورے اور سخی! ۔۔۔ سادات کا ایک نمونہ ہیں جیسا کہ کتابوں میں دیکھا گیا

ہیں علم سے مالا مال جناب اور رکھتے ہیں کیا عمدہ کتاب ۔۔۔ سب پاں چکے ہیں کار ثواب جو آپ نے اپنے ذمہ لیا

سنہ ۱۳۴۷

جو رشید نے کوشش وافرہ سے ڈھونڈا سن طبع کتاب ہذا

کیا نور ہدایت خوب چھپا آواز ہوا ہاتف نے کہا

ہجری